نصرۃ

میگزین

شمارہ: 30

مئی/جون 2016

بمطابق شعبان/رمضان 1437 ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیات 135-138

انصاف پسند لوگوں کو خلافت کے داعیوں کے حق میں آواز بلند کرنی چاہیے

شام اور لیبیا میں تازہ ترین سیاسی پیش رفت

ماہ رمضان میں کامیابی نصرۃ کا تقاضا کرتی ہے

راحیل شریف کی کشمیر پالیسی

قتل خطاء کی دیت

نصرة میگزین

مئی/جون 2016 بمطابق شعبان/رمضان 1437 ہجری

اس شمارے میں

اداریہ: پاکستان کی روح اسلام ہے		1
تفسیر سورۃ البقرۃ 135 تا 138	شیخ عطاء بن خلیل ابو الرَشتہ	2
ماہ رمضان میں کامیابی نصرۃ کا تقاضا کرتی ہے	مصعب عمیر	4
سخت عذاب مجرموں کو جکڑ لے گا	مصعب عمیر	7
ممتاز قادری کی پھانسی پر عوامی رد عمل	شہزاد شیخ	9
جنرل راحیل شریف کی کشمیر پالیسی	خالد صلاح الدین	10
لاہور بم دھماکہ تمام بیرونی دشمن ایجنسیوں کے وجود کے خاتمے کا تقاضا کرتا ہے	پریس ریلیز	14
جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں	حزب التحریر ولایہ پاکستان	15
انصاف پسند لوگوں کو خلافت کے داعیوں کے حق میں اپنی آواز بلند کرنی چاہیے	پریس ریلیز	17
عوامی ملکیت	سوال وجواب	18
خیر وشر اور حسن وقبح کے درمیان فرق	سوال وجواب	20
قتل خطاء کی دیت	سوال وجواب	21
شام اور لیبیا میں تازہ ترین سیاسی پیش رفت	سوال وجواب	23

اداریہ: پاکستان کی روح اسلام ہے

مارچ کے مہینے میں لاہور کی ایک مصروف تفریح گاہ میں ہونے والے بم دھماکے میں ستر سے زائد افراد ہلاک ہوگئے جن میں زیادہ تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی۔ یہ حملہ برسلز میں ہونے والے حملے سے زیادہ خوفناک تھا۔ ایک بار پھر کسی نام نہاد جہادی تنظیم نے اس دھماکے کی ذمہ داری قبول کرلی۔ اور جیسے یہ سب کچھ کافی نہیں تھا کہ اسی دن جب لاہور میں بم دھماکہ ہوا پولیس اسلام آباد میں ایک بڑے مظاہرے کو قابو کرنے کی کوشش کررہی تھی جو ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف احتجاج کررہا تھا۔

ایک ایسے وقت میں جب پاکستان عدم استحکام کی آگ میں جل رہاہے، یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم استعماری منصوبوں کو اپنی ترجیحات سے الگ کردیں۔ یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ ہم اس وقت پاکستان کی روح کو بچانے کے جنگ میں مصروف ہیں۔ لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ روح کیاہے کہ کہیں ایسانہ ہو جائے کہ ہم اس روح کو قتل کرنے کی کوشش کررہے ہوں جس کے بغیر پاکستان کی زندگی ممکن نہیں۔ تو ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ روح کیا ہے اور اس کا اظہار فخر سے اور بابنگ دہل کرنا چاہیے۔

پاکستان کی روح اسلام ہے۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے مسلمانوں کو برطانوی استعمار کے ہندوستان پر قبضے کے خلاف چلنے والی مزاحمت کی قیادت کرنے کے لئے متحرک کیا۔ یہ صرف اسلام ہی تھا جس نے پاکستان کے حصول کے لئے مسلمانوں کو عظیم قربانیاں دینے کی ہمت فراہم کی اور رمضان کے مہینے میں اسلام کے نام پر ایک ریاست قائم کی گئی۔ یہ اسلام ہی ہے جو پاکستان کے کسی بھی مفاد کے حصول کو یقینی بناتا ہے چاہے اس کا تعلق بھارتی افواج کو منہ توڑ جواب دینا اور ایٹمی ہتھیار بنانا ہو یا زلزلہ زدگان کی مدد، بحالی اور کینسر کے مریضوں کو علاج کی سہولیات کی فراہمی ہو۔ یہ اسلام ہی ہے جو نہتے شہریوں پر حملوں کی مذمت کرتا ہے چاہے حالت جنگ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ اسلام ہی ہے جو مسلمانوں کے درمیان فتنے کی جنگ کی مذمت کرتا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غیر مسلموں کو بھرپور تحفظ فراہم کیا جائے اور فرقہ واریت کی شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جو توہین رسالت کی مذمت کرتا ہے اور اس معاملے کے حوالے سے عدلیہ کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے کہ وہ کسی بھی حکمران کا احتساب کرے اور اس طرح اس مسئلے کے حوالے سے کسی بھی قسم کے پر تشدد واقع کے رونما ہونے کے امکانات کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔

یہ اسلام ہی ہے جو جارح دشمن کی افواج کے خلاف لڑنے کا حکم دیتا ہے چاہے وہ افغانستان میں ہو یا کشمیر میں یا وہ کہیں بھی موجود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان رمضان کے مہینے میں غزوہ بدر، فتح مکہ اور حنین و عین جلوت کی جنگوں کو یاد کرتے ہیں۔ اب ہم ایک ایسے اہم اور حساس مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں حکومت اور استعماری ایجنٹ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ لیکن ہم ایسا کیسے کرسکتے ہیں؟ غیر ملکی قابض افواج کے خلاف لڑنا اسلام کا حصہ ہے۔ اور یہ بات دوبارہ دہرانے کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ ہم پاکستان میں رہنے والے اس بات کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پاکستان کا قیام عمل میں لایا ہی کیوں جاتا؟ کیوں مسلمانوں نے برطانوی دشمن افواج کے خلاف شدید مزاحمت کی قیادت کی اور اس کے لئے قربانیاں دیں؟ لہٰذا ایک واضح تفریق ان لوگوں کے درمیان موجود ہے جو افغانستان میں قابض امریکی افواج اور کشمیر میں قابض بھارتی افواج پر حملے کرتے ہیں اور وہ جو عورتوں اور بچوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ اس تفریق کو مٹانے اور ان دو کو ایک کے طور پر پیش کرنا نہ صرف بددیانتی ہے بلکہ یہ عمل واشنگٹن اور پاکستانی حکومت میں بیٹھے اس کے مقامی ایجنٹوں کے مقاصد کو تقویت پہنچاتا ہے۔

جو کچھ ہورہا ہے اس کے حوالے سے بہت سے لوگوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور مزید لوگوں کی آنکھیں کھل رہی ہے۔ یقیناً پاکستان کی روح کے لئے جنگ جاری ہے۔ حکومت اور اس کے غیر ملکی پشت پناہ اس بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ اس روح کو ختم کردیا جائے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اس روح کی حفاظت کرے۔ موجودہ حکومت کے اعمال یہ ثابت کرچکے ہیں کہ یہ تحفظ کبھی بھی جمہوریت کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ صرف اسلام کا نظام حکمرانی، خلافت، ہی اسلام کا تحفظ کرسکتا ہے جیسا کہ کئی صدیوں تک خلافت نے اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ کیا تھا۔ تو اس رمضان ہمیں پاکستان کی روح، اسلام کے تحفظ کے لئے نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لئے متحرک ہو جانا چاہیے۔

تفسیر سورۃ البقرۃ 135 تا 138

مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابورَشتہ کی کتاب "**التیسیر فی اصول التفسیر**" سے اقتباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ وَقَالُواْ كُونُواْ هُوداً أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُواْ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ (135) قُولُوۤاْ آمَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (136) فَإِنْ آمَنُواْ بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ ٱهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ ٱللَّهُ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ (137) صِبْغَةَ ٱللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدونَ (138) ﴾

"یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ تم کہو کہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے۔ اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کو دیے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے اچھا رنگ کس کا ہوگا؟ ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں" (البقرۃ 135-138)۔

1۔ اللہ نے ابراہیم اور یعقوب علیہم السلام کے بارے میں ان کے دعوے کو رد کرنے اور ان کے اس قول کو جھوٹا قرار دینے کے بعد کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے جو کہ سابقہ آیات میں ہے ان کی جانب سے ان کے دین کی دعوت کو بھی مسترد کر دیا، کیونکہ وہ تحریف شدہ اور باطل ہے۔ یہود کہتے تھے کہ ان کا دین افضل ہے اس کی پیروی کرو، نصاریٰ کہتے تھے کہ ان کا دین افضل ہے اس کی پیروی کرو، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل دعوے کو رد کر دیا اور اپنے نبی ﷺ کو وحی کی کہ ان کو بتا دو کہ حق یہ ہے کہ ہم ملت ابراہیم علیہ السلام پر ہیں جس نے تمام باطل ادیان کو ترک کیا تھا اور باطل ادیان سے منہ موڑ کر دین حق پر کاربند ہوا اور ابراہیم علیہ السلام مشرکین میں سے نہیں تھے۔

> **اللہ نے اپنے رسول کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ ﷺ کو دشمنوں پر غالب کر دیا خاص کر یہود پر، جیسا کہ بنو قینقاع کو سزا دی، قریظہ کو قتل کیا، بنو نظیر کو جلاوطن کیا، خیبر کے یہود کی ریاست کا خاتمہ کیا**

یہ یہود اور نصاریٰ کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا دین باطل ہے، وہ مشرکین ہیں، انہوں نے اپنے دین میں تحریف کی ہے يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِه "کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں" (المائدہ: 13)۔ اسی طرح انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب اولاد منسوب کیا، وَقَالَتْ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتْ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ "یہود نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے" (التوبۃ: 30)۔

ابن جریر نے عبد اللہ بن صوریا الاعور سے روایت کی ہے کہ اس نے نبی ﷺ سے کہا: ہدایت اس کے سوا کچھ نہیں جس پر ہم ہیں اے محمد ہماری پیروی کر ہدایت پاؤ گے۔ نصاریٰ نے بھی اس قسم کی بات کی تو اللہ نے یہ آیت اتار دی، قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنْ الْمُشْرِكِينَ "صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے"۔ یہ ان کے قول کا رد اور دعوے کو مسترد کرنا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ابراہیم یہودی اور نصرانی نہیں تھے بلکہ آپ کی ملت ان سے الگ ہے۔

"حَنِيفًا" ادیان باطلہ سے منہ پھیر کر دین حق کی طرف جھکنے والا، ابراہیم علیہ السلام کو "حَنِيفًا" کا نام اس لیے دیا گیا کہ آپ اللہ کے حق دین کی طرف جھکے اور آپ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے سر جھکا دیا۔ اصل میں "حنف" جھکاؤ یا منہ موڑنا" رِجل حنفاء" " جھکے ہوئے پاؤں" اور "رَجل احنف" وہ شخص جس کے دونوں پاؤں کی انگلیاں ایک دوسرے کی طرف جھک رہی ہوں۔

2۔ اس کے بعد اللہ مومنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس پر جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اسباط پر نازل کیا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ پر نازل کیا گیا اور ہر نبی پر ان کی نبوت میں تفریق کیے بغیر ایمان لاؤ، اس لیے ہم ایسا نہیں کرتے جیسے یہود و نصاریٰ کرتے تھے کہ کچھ پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا، بلکہ ہم تو سب پر ایمان لاتے ہیں اور خشوع اور اطاعت سے اللہ کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔

اگر یہود و نصاریٰ بھی اسی طرح ایمان لائیں یعنی اللہ اور تمام رسولوں پر اور ان رسولوں پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے، تو اس پر وہ بھی ہدایت پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ لیکن اگر انہوں نے اس بات سے منہ موڑ لیا اور بعض رسولوں پر ایمان لائے اور بعض پر نہیں لائے، اللہ کے نازل کردہ بعض پر ایمان لائے اور بعض پر ایمان نہیں لائے، کچھ میں تبدیلی اور تحریف کی جیسا کہ وہ کرتے ہیں، تب وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے۔ اللہ عنقریب تمہیں ان پر غلبہ دے گا، یہ جو کہتے ہیں وہ اللہ سنتا ہے ، اللہ پر جو بہتان باندھتے ہیں، اسلام اور مسلمانوں سے جو بغض رکھتے ہیں اس کو جانتا ہے۔

اللہ نے اپنے رسول کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ ﷺ کو دشمنوں پر غالب کر دیا خاص کر یہود پر، جیسا کہ بنو قینقاع کو سزا دی، قریظہ کو قتل کیا، بنو نظیر کو جلا وطن کیا، خیبر کے یہود کی ریاست کا خاتمہ کیا اور دوسرے تمام دشمنوں کا صفایا کیا۔

"وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا" جو ہم پر اتارا گیا۔ "انزل" دو حروف جر "الی" اور "علی" کے ساتھ متعدی ہے یہاں "أُنْزِلَ إِلَيْنَا" ہے اور دوسری آیت میں "وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا" ہے، قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ "کہہ دیجیے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر نازل کیا گیا اس پر اور جو کچھ ابراہیم پر نازل کیا گیا اس پر" (آل عمران: 84)۔

" الاسباط" سبط کی جمع ہے اور سبط پوتے کو کہتے ہیں اس سے مراد یعقوب کے بیٹے اور اولاد ہیں، یعقوب کے بیٹے ابراہیم کے پوتے ہیں، ذریت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے بچے ہیں، اسی وجہ سے حسن اور حسین رضی اللہ عنھما کو سبطِ رسول ﷺ کہا جاتا ہے۔

"فَإِنْ آمَنُواْ بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِهِ" "اگر یہ بھی تمہاری طرح ایمان لائیں"، "فاء" تعقیب یعنی ترتیب کے لیے ہے یعنی اس کے بعد جو کہا گیا ہے وہ اس سے پہلے کہی گئی بات پر مرتب ہوتا ہے۔ "باء" زائد ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے، وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا "جن لوگوں نے برا کیا تو برائی کا بدلہ اسی جیسا ہو گا" (یونس: 27)، یعنی ہم مثل ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ معنی یہ ہے " اگر وہ تمہارے ایمان کی طرح ایمان لائیں تو ہدایت پا گئے"، یعنی ہر اس چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان رکھتے ہو جیسے اللہ، رسولوں اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں اور صحائف پر، یہ نہیں کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کر دیا بلکہ ہر اس چیز پر جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

"وَإِنْ تَوَلَّوْا" یعنی اگر انہوں نے منہ موڑا اور ہر اس چیز پر ایمان نہیں لائے جس پر تم ایمان لاتے ہو۔ "فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ" یعنی وہ اختلاف برائے اختلاف کرتے ہیں ،عداوت کرتے ہیں، حق کے طلبگار ہی نہیں۔

"فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ " یعنی اللہ ان کے اختلاف کے مقابلے میں تمہارے لیے کافی ہو گا۔ یہاں کافی ہونے کا تعلق اعیان (ذات) سے نہیں بلکہ ان کے افعال سے ہے، یعنی ان کی عداوت کے مقابلے میں تمہارے لیے کافی ہو گا اور تمہیں ان پر غالب کر دے گا۔ چنانچہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا، یہود کی ریاست کو ختم کر دیا اور اپنے رسول ﷺ کی مدد کی الحمدللہ رب العالمین۔

3۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا کہ یہ ایمان جس کا ذکر گزشتہ آیات میں کیا گیا ہے یہ اللہ کی رنگت ہے جس سے اللہ مومنوں کو کفر نجاست اور گندگی سے پاک کرتا ہے۔ اس رنگ سے بڑھ کر مؤمن کے حسن کے لیے کوئی زیور اور زینت نہیں جو اس کو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور اس کی نعمتوں کے شکر پر ابھارتا ہے۔

"صِبْغَةَ اللَّهِ" صبغۃ جِلسَۃ کے وزن پر ہے جو فِعلَۃ کے وزن پر ہے۔ یہ وہ ہیئت ہے جس پر رنگ واقع ہوتا ہے جیسا کہ جلسہ وہ ہیئت ہے جس پر جلوس (بیٹھنا) واقع ہوتا ہے۔ یہ "الصِّبغۃ" یہاں مجازی طور پر استعمال ہوا ہے جو کہ مشابہ تعلق کی وجہ سے ایمان پر دلالت کرنے کے لیے ہے۔ یہ کفر کی گندگی سے پاک کر دیتا ہے اور اس کو ایمان کے سبب نئی پاک صاف اور اچھی صفت دیتا ہے جیسا کہ کپڑے کو دھو کر میل کو صاف کر کے رنگ کیا جاتا ہے تب ہی اس میں اس رنگ کے سبب نکھار اور خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔

"وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ""اور اللہ سے اچھا رنگ کس کا ہو گا" یہ استفہام انکاری ہے یعنی اللہ کے رنگ میں رنگنے سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔

ماہ رمضان میں کامیابی نصرۃ کا تقاضا کرتی ہے

تحریر: مصعب عمیر، پاکستان

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی مقدس کتاب قرآن میں فرماتے ہیں، وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِندِ اللّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ "ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے" (آل عمران: 126)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، إِن يَنصُرْكُمُ اللّهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللّهِ فَلْيَتَوَكِّلِ الْمُؤْمِنُونَ "اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے" (آل عمران: 160)۔ یہ آیات اُن ایمان والوں کو، جن کی آنکھیں اللہ کی آیات پڑھتے ہوئے بھیگ جاتی ہیں، یہ یقین دہانی کراتی ہیں کہ اس امت کے پاس جو سب سے زبردست ہتھیار ہے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد اور نصرۃ کا وعدہ ہے۔ جی ہاں، یقیناً، مسلم افواج جو اپنے رب کے حکم کے مطابق اس قدر تیاری کرتی تھیں کہ دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب اور خوف قائم ہو جائے، چاہے اس کے لیے انھیں میزائل بنانے پڑیں یا طاقتور بحریہ یا فضائیہ تیار کرنی پڑے لیکن وہ کامیابی کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ہی دعا اور اسی پر انحصار کرتی تھیں۔ یقیناً افواج کی قیادت اپنے دشمن پر قابو پانے کے لیے زبردست منصوبہ بندی کرتی تھی لیکن وہ کامیابی کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتی تھیں کہ وہ ان کے منصوبوں کو کامیاب بنائے۔ یقیناً مسلم افسران کو ایک ریاست کی سرپرستی حاصل تھی جو اللہ کے دین اسلام کو نافذ کر رہی تھی اور جس نے امت کو خلافت کے جھنڈے تلے یکجا کر رکھا تھا لیکن اس کے باوجود وہ کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے اللہ ہی پر بھروسہ کرتی تھیں۔

لہٰذا مسلم افواج دن میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتی تھیں اور اللہ سے کامیابی کے حصول کے لیے راتوں کو قیام کرتی تھیں تاکہ وہ اللہ کا قرب حاصل کریں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایمان والوں کی آنکھیں، کان اور ہاتھ بن جائیں۔ ایمان کی یہ قوت زبردست فوجی صلاحیتوں کے ساتھ مل کر ایک ایسی قوت میں ڈھل جاتی تھی کہ جس کے نتیجے میں مسلم افواج ایسی ایسی کامیابیاں حاصل کرتی تھیں جن کے متعلق کفار سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اس طرح دشمن کفار کی افواج یہ سمجھنے لگیں کہ یہ انسانوں کی نہیں بلکہ جنوں کی فوج ہے جن کا خون سرخ نہیں بلکہ نیلا ہے۔ اور کافر افواج کے جرنلز صدیوں تک مسلمانوں کی فوجی صلاحیتوں پر رشک کرتے تھے یہاں تک کہ جرمنی کی افواج کے جنرل رومیل نے کہا کہ میدان جنگ میں اس کی کامیابی کا خفیہ نسخہ خالد بن ولید کی فوجی منصوبہ بندیاں اور چالیں ہیں۔

تو آج ہماری افواج رمضان کے مہینے میں کس قسم کی کامیابی کی جستجو کرتی ہیں؟ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی رحمتوں کے خزانے کھول دیتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، روزے رکھے جاتے ہیں، تراویح پڑھی جاتی ہے اور اُس رات میں عبادت نصیب ہوتی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے! یہ رمضان کا ہی مہینہ تھا جس کے دوران اس امت نے عظیم ترین کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ رمضان ہی کا مہینہ ہے جس میں افواج کا سب سے طاقتور ہتھیار، یعنی اللہ پر ایمان، اپنی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ امت کے گزرے ہوئے تمام ادوار میں اس مسئلے کی انتہائی اہمیت کو اس رمضان 1437 ہجری میں سمجھنا بہت ضروری ہے۔ آج امت کی افواج کی تعداد 60 لاکھ سے بھی زائد ہے یہاں تک کہ اپنے بدترین دشمنوں کی افواج سے بھی کئی گنا زیادہ۔ جہاں تک ہتھیاروں کا تعلق ہے تو ہماری افواج کے پاس ٹینک، جنگی ہوائی جہاز، جنگی بحری جہاز یہاں تک کہ ایٹمی صلاحیت بھی موجود ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود امت دشمنوں میں گھری ہوئی ہے چاہے وہ فلسطین میں ہو یا شام میں، افغانستان میں ہو یا کشمیر میں۔ یہ دشمن نہ تو بوڑھوں کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عورتوں، بچوں کا، یہاں تک کے جانوروں اور درختوں تک کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ یہی وقت ہے کہ امت کے بیٹے، چاہے ان کا تعلق افواج سے ہو یا وہ عام شہری ہوں، لازماً رمضان کو ایک بار پھر مسلمانوں کے لیے کامیابی کا مہینہ بنانے کے لیے سوچیں اور کام کریں۔

17 رمضان 2 ہجری غزوہ بدر کے متعلق کیا خیال ہے؟ مسلم افواج کے پہلے اور سب سے بہترین کمانڈر، رسول اللہ ﷺ، جو تمام انبیاؑ کے سردار ہیں، کے متعلق سوچیں جو مسلمانوں کو عربوں کے سب سے طاقتور قبیلے قریش کے خلاف بدر کے مقام پر مسلمانوں کو زبردست کامیابی دلاتے ہیں۔ سوچیں اپنے بہادر آباؤ اجداد کے متعلق کہ میدان جنگ میں ان کی کتنی تعداد تھی، اپنے دشمن کے مقابلے میں کس قدر اسلحہ کی قلت تھی کہ وہ باری باری زرہ بکتر پہنتے تھے۔ ان کا دشمن تعداد میں ان سے تین گنا زیادہ تھا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود وہ اپنے دشمن کے سامنے، جسے جنگیں لڑنے کا نسلوں کا تجربہ حاصل تھا، ایک مضبوط و متحد

فوج کی طرح لڑے۔ اس وقت کو یاد کریں جب رحمت اللعالمین ،رسول اللہ ﷺ نے معمولی سے معمولی جزیات کو سامنے رکھتے ہوئے میدان جنگ میں افواج کی صف بندی کی اور پھر اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا مانگی جیسے ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے اور اللہ سے کامیابی کی دعا کی۔ تو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کیا مثال ہوسکتی ہے کہ صرف اللہ ہی ہیں جن کے اختیار میں کامیابی ہے جیسا کہ خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اعلان کیا کہ، وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے،اس لیے اللہ ہی سے ڈرو! تاکہ تمھیں شکر گزاری کی توفیق ہو"(آل عمران:123)۔

20رمضان8ہجری کو مکہ فتح ہوا۔ ایک ایسے وقت میں جب رسول اللہ ﷺ اسلام کی دعوت کو جزیرۃ العرب سے باہر پھیلانے کے لیے عملی اقدامات اٹھا رہے تھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو جزیرۃ العرب میں اپنے سب سے بڑے دشمن قریش مکہ پر فتح نصیب فرمائی۔ فتح مکہ نے جزیرۃ العرب میں بسنے والے دیگر عرب قبائل پر ان کے اثرو رسوخ کا خاتمہ کر دیا جس کے نتیجے میں پورے جزیرۃ العرب میں اسلام کی دعوت میں حائل تمام روکاوٹیں دور ہوگئیں اور اسلامی ریاست بہت تیزی سے پھیلنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں دس ہزار مسلمانوں نے روزے کی حالت میں مکہ کی جانب سفر شروع کیا یہاں تک کہ وہ القدید پہنچ گئے۔ ابو سفیان کو اس بات کا موقع فراہم کیا گیا کہ وہ مختلف قبائل کو دیکھ سکے جو اب اسلامی ریاست کے جھنڈے تلے متحد ایک سخت جان اور جنگجو فوج میں تبدیل ہوچکے تھے۔ اس نظارے کو دیکھ کر ابو سفیان اتنا مایوس ہوا کہ اسے شکست کا یقین ہوگیا۔ اور پھر کس طرح مسلمانوں نے ایک منظم منصوبے کے تحت،اللہ کی مدد کے ساتھ اپنے دشمن کو ایک ہی دن میں بغیر کسی لڑائی کے شکست سے دوچار کر دیا۔ توحید کی شمع کو مسلمانوں کے دلوں میں روشن اور مستحکم کرنے کے بعد فتح مکہ ایک اہم ترین کامیابی تھی جس کے بعد جزیرۃ العرب سے باہر کے علاقے بھی اب اسلامی ریاست کے زیر سایہ آنے کے لیے تیار تھے۔ فتح مکہ کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ، إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ – وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا"جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور لوگ جوق در جوق اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں داخل ہونے لگے"(النصر:2-1)

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد بھی امت نے اپنی افواج کو اسلام کی روشنی سے منور کیے رکھا۔ وہ رسالت کے حوالے سے اپنی ذمہ داری سے اچھی طرح واقف تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ صرف کسی ایک زمانے یا کسی ایک قوم کے رسول نہ تھے بلکہ وہ تمام لوگوں کے لیے اور رہتی دنیا تک کے رسول تھے۔ لہٰذا مسلمانوں نے رمضان کی برکت سے فائدہ اٹھایا اور آنے والی کئی صدیوں تک اپنے دشمنوں پر کامیابیاں حاصل کرتے رہے۔ نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد بلکہ صحابہ اور تابعین کے جانے کے بعد بھی کئی صدیوں تک مسلمان اس مبارک مہینے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کامیابی مانگتے رہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کامیابیاں عطا کرتے رہے۔

اندلس کی سرزمین 28رمضان92ہجری میں اسلامی سلطنت کا حصہ بنی۔ خلیفہ الولید کی ہدایت پر موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو اسپین کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ طارق بن زیاد کی قیادت میں سات ہزار کی فوج نے شمالی افریقہ سے سمندر کو پار کیا اور پہاڑی پر واقع قلع کو فتح کیا۔ یہ پہاڑی بعد میں "جبل الطارق" کے نام سے مشہور ہوئی۔ پھر اس نے جنوبی اسپین میں پیش قدمی کی۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر بھی اس مہم میں شامل ہوگئے اور ایک بڑی فوج کے ساتھ طریفہ پر اترے اور سویلی اور کارمونہ کو فتح کیا۔

صلیبی جنگوں کے دوران جنگ حتین بھی ماہ رمضان کے دوران 584ہجری(1187 عیسوی) میں پیش آئی۔ کرک کے عیسائی بادشاہ نے 1187عیسوی میں، جس کو ارنات کہا جاتا تھا،مسلمانوں کے ایک قافلے پر حملہ کیا جو حج کے لیے جارہا تھا۔ اس نے بے رحمی کا مظاہرہ کیا اور مردوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور عورتوں کی بے حرمتی کی۔ حاجیوں کو قتل کرتے ہوئے ارنات نے کہا کہ "جاؤ محمد سے مدد مانگو اگر وہ تمہاری مدد کرسکتا ہے"۔ جب اس واقع کی خبر صلاح الدین ایوبی کو پہنچی تو غصہ کے باوجود اس نے بادشاہ ارنات کے نام ایک نرم پیغام بھیجا۔ خط میں صلاح الدین نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ معاہدہ امن کی پاسداری کرے، تمام قیدیوں کو رہا کردے اور جو کچھ لوٹا ہے اسے واپس کردے۔ لیکن بادشاہ ارنات نے ایسا کرنے سے انکار کردیا ۔ عیسائیوں نے حتین کے مقام پر 50ہزار کی فوج جمع کی۔ عیسائیوں کی قیادت یروشلم، کرک اور ترپیولی کے بادشاہوں نے کی لیکن انھیں عبرت ناک شکست ہوئی۔ عیسائیوں کے کئی شہزادوں اور نائٹس کو قیدی بنالیا گیا۔ یہ اللہ کا فیصلہ تھا کہ صلاح الدین بادشاہ ارنات سے ٹکرائے جس نے حاجیوں کا قتل عام کیا تھا۔ بادشاہ ارنات کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے سے قبل صلاح الدین نے اس سے کہا کہ وہ اسے اس لیے قتل کررہا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور معصوم مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔

تاتاریوں کی یلغار کے خلاف عین جالوت کا معرکہ بھی مسلمانوں کے لیے ایک انتہائی زبردست کامیابی پر ختم ہوا۔ یہ ٹکراؤ رمضان 658 ہجری (1260 عیسوی) میں ہوا تھا۔ 656 ہجری کے اواخر میں تاتاریوں نے اسلامی خلافت کے خلاف ایک زبردست مہم شروع کی، جس کے نتیجے میں دارالخلافہ بغداد پر تاتاریوں کا قبضہ ہوگیا، خلیفہ مستعصم باللہ کو قتل کر دیا گیا اور اسلامی ریاست کے دو تہائی حصے پر تاتاریوں کا قبضہ ہوگیا۔ مسلمانوں کے آخری مضبوط علاقوں، مصر اور مراکش کی جانب بڑھتے ہوئے تاتاریوں نے مصر کے امیر، محمود سیف الدین قدز کے نام ایک دھمکی آمیز خط بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ "ہم نے تمہاری زمینوں کو تباہ، بچوں کو یتیم، لوگوں کو قتل، عورتوں کی عزتوں کو تار تار اور ان کے سرداروں کو قید کر لیا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ہم سے بچ سکو گے؟ کچھ ہی عرصے میں تم جان جاؤ گے کہ تمہاری جانب کیا آرہا ہے۔۔۔"۔ سیف الدین قدز نے ایک سخت جواب دیا۔ اس نے تاتاری وفد کو قتل کر دیا اور ان کی لاشوں کو شہر میں لٹکا دیا جس کے نتیجے میں جہاں ایک طرف اس کی فوج اور رعایا کی ہمت میں اضافہ ہوا تو دوسری جانب دشمن، ان کے جاسوس اور ان کے ہمدرد خوفزدہ ہو گئے۔ اس عمل نے جہاں مسلمانوں میں جوش و خروش پیدا کر دیا وہیں تاتاریوں کو یہ احساس بھی ہوا کہ وہ ایک ایسے سربراہ کا سامنا کرنے جا رہے ہیں جس کا تجربہ انھیں اس سے قبل کبھی نہیں ہوا ہے۔ قدز نے مسلمانوں کو جنگ کے لیے تیار کیا۔ اس کی قیادت میں مسلمانوں نے ایمان، اتحاد اور ضروری سازو سامان کے ساتھ دشمن کا سامنا کرنے کی تیاری کی۔ قدز نے علماً اور حکمرانوں کی مدد طلب کی کہ وہ اسلام کے دفاع اور اسلامی سرزمینوں کی آزادی کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ پھر جمعہ 25 رمضان 658 ہجری کو مسلمانوں نے عین جالوت کے مقام پر اپنے دشمن کا سامنا کیا۔ قدز نے میدان جنگ میں مسلمانوں کی قیادت کی۔ جنگ کی ابتدا میں تاتاریوں کو برتری حاصل ہوگئی۔ اس صورتحال کو دیکھ کر قدز ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، اپنا لوہے کا خول سر سے اتار پھینکا اور چلائے "وا اسلامہ، وا اسلامہ"، افواج کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دشمنوں کے سامنے ڈٹے رہنے اور ان سے جنگ کرتے رہنے کی ترغیب دی۔ قدز کے سرخ چہرے، اس کی تلوار کی پھرتیوں اور دشمنوں سے بھڑتا دیکھ کر مسلمانوں میں ہمت پیدا ہوئی اور مسلم افواج نے جنگ کا پلڑا اپنے حق میں پلٹ دیا اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک تاتاری فوج تتر بتر ہو کر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نہیں گئی۔ اسلام اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ تاتاریوں نے جب دیکھا کہ مشرق میں ان کی طاقت کمزور پڑ رہی ہے اور مسلمان دوبارہ طاقت پکڑ رہے ہیں تو وہ اپنے آبائی علاقوں کی جانب بھاگ گئے جس کے نتیجے میں قدز کے لیے شام (موجودہ شام، فلسطین، لبنان وغیرہ) کو آزاد کروانا آسان ہوگیا اور ایک ہفتے میں اس مقصد کو حاصل کر لیا۔

اب اصل اور بنیادی سوال یہ ہے کہ کس طرح رمضان کے مہینے کو ایک بار پھر اس کا اصل مقام واپس دلوایا جائے یعنی کہ اس کو ایک بار پھر وہ مہینہ بنایا جائے جب مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے خلاف فتوحات نصیب ہوتی تھیں۔ آج آخر وہ کیا چیز ہے جو مسلم افواج کو زخمی مردوں، بے عزت کی گئی عورتوں اور یتیم بچوں کی چیخ و پکار بھی حرکت میں آنے پر مجبور نہیں کرتی؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کی جائے اور اس کا منہ توڑ جواب نہ دیا جائے اور اس کے نتیجے میں کفار بار بار یہ شیطانی کام کرنے کی جسارت کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں پر اسلام کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کی جا رہی اور ان کے حکمران خوف خدا رکھنے والے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے نہیں ہیں۔ آج مسلمانوں پر غدار حکمران مسلط ہیں جو مسلمانوں کے دشمنوں کی خدمت کرتے ہیں اور اسلام کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کرتے۔ آج یہ غدار دشمنوں کے نمائندوں کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ان سے احکامات وصول کرتے ہیں جبکہ انھیں اس قدر مضبوطی سے انکار کرنا چاہیے کہ دشمنوں کے تخت ہل جائیں۔ ان غداروں کا شام، فلسطین، عراق، کشمیر اور افغانستان سے مسلمانوں کی آتی چیخ و پکار پر ردعمل یہ ہوتا ہے کہ یہ اپنی افواج کو بیرکوں میں بند کر دیتے ہیں اور اپنے کافر آقاؤں کے احکامات کا انتظار کرتے ہیں تا کہ ان مسلم افواج کو کفار اور ان کے لوگوں کے مفادات کی تکمیل میں مدد کے لیے دنیا میں کسی بھی جگہ پر بھیج دیا جائے۔ افواج میں موجود مخلص افسران پر فرض ہے کہ وہ خلافت کے فوری قیام کے لیے نصرۃ فراہم کریں۔ صرف خلافت کے قیام کی صورت میں ہی مسلم افواج اسلام کی رسالت کو پوری دنیا تک پہنچانے کے اپنے شاندار ماضی کو واپس لا سکیں گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں،

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ

"یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے" (غافر: 51)

سخت عذاب مجرموں کو جکڑ لے گا

تحریر: مصعب عمیر

آج شام کے مسلمانوں کی جانب سے جمہوریت کو مسترد کرنا امت کی استعمار کے تسلط سے آزادی کی روشن نوید ہے۔ یہ اس قدر واضح اشارہ ہے کہ امت کا عظیم عالمی طاقت کے طور پر ابھرنا روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہے اور اس صورتحال نے واضح طور پر مغربی دارالحکومتوں کو بے قرار کر دیا ہے۔ وہ بے قراری اور تسلسل کے ساتھ سمجھوتے کے لئے التماس کر رہے ہیں، ایسا التماس جس کا کوئی گوشوارہ نہ ہو۔ شام کے مسلمانوں کا ایسا پختہ موقف اس صورت میں انتہائی غیر معمولی لگتا ہے جب اس کو یوں دیکھا جائے کہ مغربی طاقتوں نے کبھی براہ راست جیسے کہ روس اور کبھی پراکسیوں کے ذریعے جیسے کہ امریکہ کی جانب سے ہر طرح کی زورآزمائی، بمباری، دھمکیوں، محاصروں کو استعمال کیا گیا کہ کسی طرح شام کے مسلمانوں کو اسلامی منصوبے کو ترک کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ ان سب کے باوجود شام کے پر عزم، صابر اور سیاسی طور پر بیدار مسلمان اپنے موقف پر نہ سرنگوں ہوئے اور نہ ہی متزلزل۔

ایسے میں بجائے اس کے کہ شام کے مسلمانوں کے ٹھوس اور اصولی موقف کی حوصلہ افزائی کی جاتی مسلم حکمران امتِ مسلمہ کے خلاف ایسے وقت میں سازشیں کر رہے ہیں جب یہ عصرِ حاضر کی نازک ترین گھڑی سے گزر رہی ہے۔ یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ موجودہ حکمران امت کے خلاف سازشوں میں تمام حدیں عبور کر چکے ہیں۔ لہٰذا اگرچہ امریکہ شام میں اپنے ایجنٹ بشار الاسد کا متبادل تیار کرنے میں بری طرح سے ناکام ہوا لیکن یہ حکمران اس کی مدد کے لئے مستعد ہو گئے۔ یہ صبح و شام، شام کے مقدس انقلاب کے خلاف شام کے جابر کا ساتھ دے رہے ہیں جس انقلاب کا نصب العین یہ ہے کہ "امت خلافت کا دوبارہ قیام چاہتی ہے"۔

مزید برآں ان مجرموں نے امریکی حکم کی تعبیداری میں 9 اور 12 مارچ 2016 کے درمیان مشترکہ عسکری مشقیں منعقد کیں تا کہ مسلمانوں کی مضبوط مصلح افواج کو شام اور دیگر جگہوں پر امریکی مفادات کی خاطر کرائے کی فوج کے طور پر استعمال کیا جائے۔ تب سے ایجنٹ حکمران اپنے اپنے دارالحکومتوں کے درمیان بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ ایک طرف راحیل شریف اور نواز شریف سعودی عرب جاتے ہیں تو دوسری جانب یہ ایران کے غدار حکمران کا خیر مقدم کرتے ہیں، جس نے لبنان میں موجود ایرانی پارٹی کو شام کے مسلمانوں کے قتل عام کے لئے کھلا چھوڑ رکھا ہے۔ لہٰذا بجائے اسلام کے نشاۃِ ثانیہ کو اپنے فطری سفر پر بڑھنے کا راستہ فراہم کیا جاتا، ان حکومتوں نے اسلام اور اس کے داعیوں کے خلاف ظلم و ستم کو شدید تر کر دیا۔ انہوں نے اپنی جاسوس اور سیکیورٹی ایجنسیوں کو ان احکامات کے ساتھ بے لگام چھوڑ دیا ہے کہ شدید تشدد اور اغوا کے ذریعے اسلام کی آواز کو کچلا جائے۔ کیا یہ سب کچھ ہی کافی نہیں جو وہ اپنی گمراہی میں مزید شدید اور مغرور ہو گئے جو وہ کھلے عام اپنی چاہت یعنی لبرل ازم، سیکولرازم، جمہوریت اور تباہ کن مغربی اقدار اور پیمانوں کا پرچار کر رہے ہیں۔

ایسا خونریز حملہ اور ناامیدی کی صورتحال مسلمانوں کے حوصلے پست کر دیتی اگر اللہ کا یہ وعدہ موجود نہ ہوتا کہ ظالمین کو ان کے جبر کی انتہا پر بھی پکڑ لیا جائے گا۔ یہ وعدہ اسلام کے مخلص داعیوں کے لئے امید اور تحریک کا باعث ہے اور یہ ظالم کے دل میں خوف بٹھانے کے لئے شدید انتباہ ہے اور ان کے ساتھیوں اور مددگاروں کے لئے بھی جو ان کے بازو، آنکھ اور کان ہیں۔ یقیناً داعی اللہ کے ان الفاظ کو سن کر مطمئن ہوتا ہے:

﴿وَكَذلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَبِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُواْ فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلاَّ بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ – وَإِذَا جَآءَتْهُمْ ءَايَةٌ قَالُواْ لَن نُّؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَى مِثْلَ مَآ أُوتِىَ رُسُلُ اللَّهِ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُواْ صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُواْ يَمْكُرُونَ﴾ "اور اسی طرح ہر بستی میں ہم نے گناہگاروں کے سردار بنادیے ہیں تا کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں، حالانکہ وہ اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں۔ جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ چیز خود ہمیں نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ پیغمبری کا کام کس سے لے، وہ وقت قریب ہے جب یہ مجرم اللہ کے ہاں اپنی مکاریوں کی پاداش میں ذلت اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے"۔ (سورۃ الانعام 124-123)۔

ابن ابی طلحہ نے روایت کیا کہ ابنِ عباس نے اس آیت ﴿أَكَبِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُواْ فِيهَا﴾ "گناہگاروں کے سردار بنا دیے ہیں تا کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں" کی تشریح بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم ان شاتر لوگوں کو قیادت دیتے ہیں اور یہ شر پھیلاتے ہیں۔ جب وہ ایسا کرتے ہیں ہم انہیں اپنے عذاب سے تباہ کر دیتے ہیں۔ مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں کہ آیت میں

﴿أَكَٰبِرَ مُجۡرِمِيهَا﴾ سے مراد قائدین ہیں۔ جبکہ اسی آیت میں مکروفریب سے مراد پرکشش تقاریر اور دیگر اعمال ہیں جن کے ذریعے شریر لوگ گمراہی کی طرف بلاتے ہیں جیسا کہ آج کے حکمران جو اس میں شدید ہیں۔

لہٰذا اللہ نے رسول ﷺ کو قریش کے مجرم قائدین کی بدترین درندگی کے وقت یہ یقین دلایا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی زمین پر جابر حاکم اور قائدین کفر کی جانب بلا رہے ہیں، مومنین کو اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں اور دینِ حق کی مخالفت اور اس سے ٹکرا رہے ہیں اسی طرح کی صورتحال کا سامنا پچھلے انبیاء کو بھی رہا ہے۔ ان کا بھی امتحان لیا گیا لیکن احسن بدلہ صرف مومنین کے لیے رہا، جیسا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے معاملہ میں بھی ثابت ہو گیا۔ جبر کی کئی مثالوں میں سے ایک میں ابو جہل نے قریش کے دیگر لوگوں کو اکسایا کہ جب رسول اللہ ﷺ سجدے میں ہوں تو ان کے کاندھوں کے بیچ اونٹ کی آنتیں رکھ دی جائیں۔ جس کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی تباہی کی دعا کی جن میں ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، الولید بن عطبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیت شامل تھے۔ اور اللہ کے وعدہ کے مطابق فتح کا دن آیا جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی خونم خون لاشوں کو قالب (بدر کے ایک کنویں) میں گنا۔ یہ آج ان مخلص مسلمانوں کے لیے سبق ہے جو اپنی مسلم سرزمینوں میں حق کو تھامے، مجرموں اور ان کے غنڈوں سے بے خوف صرف اللہ کا خوف رکھتے ہوئے خلافت کی واپسی کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ یقیناً اب انشا اللہ وہ وقت دور نہیں جب وہ دن آئے گا کہ مجرموں پر ان کے وحشی جرائم کی پاداش میں سزا کا نفاذ ہو گا۔

جہاں تک ظالم حاکموں کے غنڈوں اور ساتھیوں کی بات ہے جو ان کی آنکھیں، کان اور بازو ہیں، ان کے لئے ایسا وقت آئے گا کہ وہ خود ان حکمرانوں سے دور بھاگیں گے، ان کو کوستے اور ملامت کرتے، اور اپنے ہولناک انجام پر سٹپٹاتے جس میں انہوں نے خود اپنے آپ کو دھکیلا تھا۔ اسی وجہ سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ داعی ان کی دھمکیوں اور تشدد سے پیچھے نہیں ہٹتا کیونکہ وہ ان کی لازمی تباہی سے باخبر ہوتا ہے۔ آج جب تشدد اور جبر کے دوران داعی ان کا پرزور حساب لیتا ہے تو یہ غنڈے اپنے بے حیا اعمال کی توجیہات میں بہانوں اور مجبوریوں کا پہاڑ رکھ دیتے ہیں ۔ لیکن عنقریب ان کا کسی بھی قسم کا بہانہ اور توجیح قابلِ قبول نہیں ہوگی جب ان بدمعاشوں کو ان کے کالے کرتوتوں کی سخت سزا دی جائے گی۔ مزید براں یہ شدید حالات انہیں دو مرتبہ گھیر لیں گے۔ پہلی بار جب امت خلافت علیٰ منہاج النبوہ کا دوبارہ سے احیا کرے گی، حاکموں اور ان کے چیلوں کو پکڑ کر خلیفہ راشد کی عدالت میں پیش کرے گی۔ اور پھر دوبارہ، تمام اشکال میں سب سے شدید اور ہولناک، روزِ قیامت میں اللہ کا عذاب۔

﴿وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّـلِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُواْ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ لَوْلاَ أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ – قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُواْ أَنَحْنُ صَدَدنَـكُمْ عَنِ الْهُدَى بَعْدَ إِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنتُمْ مُّجْرِمِينَ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُواْ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَآ أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَاداً﴾

"تو کاش آپ دیکھتے جب ان ظالموں کو پروردگار کے حضور کھڑا کیا جائے گا اور ہر ایک بات کو دوسرے کی طرف پلٹائے گا اور جن لوگوں کو کمزور سمجھ لیا گیا ہے وہ اونچے بن جانے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم درمیان میں نہ آگئے ہوتے تو ہم صاحب ایمان ہوگئے ہوتے تو بڑے لوگ کمزور لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں ہدایت کے آنے کے بعد اس کے قبول کرنے سے روکا تھا، ہرگز نہیں تم خود مجرم تھے اور کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ یہ تمہاری دن رات کی مکاری کا اثر ہے جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ خدا کا انکار کریں اور اس کے لئے مثل قرار دیں"۔(سباء:33-31)

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ موجودہ حکمرانوں اور ان کے حواریوں کے خوف کو خود سے دور کردیں۔ انہیں چاہیے کہ اسلام کی ریاست اور طاقت کی واپسی کے لئے بے خوف و خطر آگے بڑھتے رہیں، اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ ظلم وجبر کے ذریعے جابر اپنی تقدیر کو خود گھونٹ رہے ہیں۔ جہاں تک ان غنڈوں کا تعلق ہے جو امت کے احیاء کے راستے میں حائل ہیں اور جن پر ظالمین انحصار کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ اپنے چنے گئے کیمپ کا سنجیدگی کے ساتھ دوبارہ سے انتخاب کریں۔ ابھی بھی دیر نہیں ہوئی، کیونکہ معاملات آخری نتائج پہ پرکھے جاتے ہیں اور اس پر نہیں کہ اب تک وہ کیا کرتے رہیں ہیں ۔ انہیں چاہیے کہ دل سے توبہ کریں، امت کے کیمپ میں شامل ہو جائیں اور داعیوں تک ہر ممکن مدد پہنچائیں تاکہ ظالم حکمرانوں کو ترک کرکے انہیں ان کے لازم وملزوم نتیجے کا سامنا کرنے دیا جائے۔

ممتاز قادری کی پھانسی پر عوامی رد عمل

تحریر: شہزاد شیخ

راحیل-نواز حکومت نے 29 فروری 2016 کو ممتاز قادری کو راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں پھانسی دے دی۔ ممتاز قادری کا تعلق پولیس کی ایلیٹ کمانڈو فورس سے تھا جس نے پنجاب کے سابق گورنر سلمان تاثیر کو قتل کر دیا تھا۔ عدالت میں قادری نے یہ کہا تھا کہ سابق گورنر کی جانب سے توہین رسالت کی ملزمہ ایک عیسائی خاتون آسیہ بی بی کی حمایت اور توہین رسالت کے قانون کو "کالا قانون" قرار دینے کے بیانات نے اسے مشتعل کر دیا تھا جس کی بنا پر اس نے سابق گورنر کو قتل کیا تھا۔ جیسے ہی قادری کی پھانسی کی خبر پھیلی پورے پاکستان میں لوگ اس پھانسی کے خلاف مظاہرے کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ وفاقی وزیر برائے اطلاعات و نشریات پرویز رشید نے 20 فروری 2016 کو کہا کہ ممتاز قادری کے خلاف فیصلہ عدالت نے دیا تھا اور اس کی پھانسی کے خلاف مظاہرے ان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

ممتاز قادری کی پھانسی پر عوامی رد عمل نے ایک بار پھر یہ دیکھا دیا ہے کہ پاکستان کے مسلمان اسلام سے کس قدر شدید محبت اور حکمرانوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ راحیل-نواز حکومت نے ممتاز قادری کی پھانسی کی تاریخ کا اعلان نہیں کیا تھا۔ قادری کی پھانسی کے بعد حکومت نے میڈیا کے اداروں کو انتہائی سخت احکامات جاری کیے کہ وہ نہ تو پھانسی اور نہ ہی جنازے کی خبر کو نمایاں کر کے نشر کریں گے۔ لیکن یہ اقدامات نہ تو پاکستان کے اندر اور نہ ہی پاکستان کے باہر رہنے والے پاکستانیوں کو اس کے جنازے میں شرکت سے روک سکے۔ لاکھوں مسلمانوں نے راولپنڈی میں اس کے جنازے میں شرکت کی۔

ممتاز قادری کو دفنانے کے فوراً بعد پاکستان کے مسلمانوں نے حکمرانوں کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر پرویز رشید بدنام زمانہ "جوتوں کے کلب" کے "رکن" بن گئے۔ انہوں نے یہ رکنیت 29 فروری 2016 کی شام کراچی ائیرپورٹ پر اس وقت حاصل کی جب وہ اسلام آباد جانے کے لئے وہاں پہنچے۔ لوگوں کے ایک گروہ نے انہیں دیکھتے ہی "گو نواز گو" کے نعرے لگانے شروع کر دیے اور ایک شخص نے اس پر اپنا جوتا دے مارا۔ لیکن کچھ لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ ان کے جوتے وفاقی وزیر سے زیادہ باعزت ہیں لہٰذا اسے صرف اپنے جوتے دیکھائیں۔ اسی طرح وزیر اعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف 12 مارچ 2016 کو مسجد نبوی پہنچے تو اس وقت انہیں امت کے غصے کا سامنا کرنا پڑا جب لوگوں نے ممتاز قادری کے حق میں نعرے لگانے شروع کر دیے۔

پاکستان کے مسلمانوں میں موجود اسلام سے انتہائی شدید محبت نے پاکستان کی سیکولر حکمران اشرافیہ کو حیرت زدہ کر دیا کیونکہ وہ تو نیشنل ایکشن پلان کے تحت اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی محبت نکال کر انہیں سیکولر بنا دیں۔ یہ بات اس قدر واضح تھی کہ ملک کے صف اول کے سیکولر انگریزی اخبار میں ایک لبرل کالم نویس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ پاکستان کے مسلمانوں کو سیکولر ازم قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ایک بھی سیکولر جماعت نے حکومت کی حمایت نہیں اور لوگوں کے غصے سے بچنے کے لئے خاموش رہنے میں عافیت جانی۔

ایک سے زائد بار پاکستان کے مسلمان اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ وہ اسلام سے محبت کرتے ہیں اور اس کے نظام کے تحت زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار اپنے آقا امریکہ کی خوشنودی کے لئے چاہے اسلام کی آواز کو دبانے کی کتنی ہی کوشش کر لیں، وہ ناکام رہیں گے۔ اب وہ وقت دور نہیں جب اہل قوت خلافت کے قیام کے لئے نصرۃ فراہم کریں گے کیونکہ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کی اسلام سے شدید محبت اور اپنے حکمرانوں کے خلاف شدید نفرت دیکھ لی ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے جو کام ہمارے کرنے کا ہے وہ یہ کہ ہم اسلامی ریاست کے قیام کے لئے اسلام کے طریقہ کار پر چلتے رہیں۔ ہم ہر صورت غداروں کی غداری، سرمایہ داریت اور جمہوریت کی ناکامی کو بے نقاب کریں، اسلام اور خلافت کو ایک مکمل نظام زندگی کے طور پر پیش کریں اور افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران سے نصرۃ طلب کرتے رہیں۔ بہت جلد اللہ سبحانہ و تعالیٰ بالکل ویسے ہی کامیابی سے نوازیں گے جیسے انہوں نے چودہ سو سال قبل نوازا تھا جب مسلمانوں نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم کی۔ اور وہ دن بہت زیادہ دور نہیں اور اسے دیکھنے کے لئے صرف صبر و استقامت کی ضرورت ہے۔

حَتَّىٰٓ إِذَا ٱسۡتَيۡـَٔسَ ٱلرُّسُلُ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُواْ جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا

"یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے اور یہ گمان کرنے لگے کہ ہمیں جھٹلا دیا گیا تو ان کو ہماری مدد آن پہنچی" (یوسف:110)

جنرل راحیل شریف کی کشمیر پالیسی

تحریر: خالد صلاح الدین

پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل لیفٹننٹ جنرل عاصم سلیم باجوہ نے 25 جنوری 2016 کو اپنے ایک ٹوئٹ کے ذریعے آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی مدت ملازمت میں توسیع سے متعلق تمام افواہوں کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا کہ، "آرمی چیف کی مدت ملازمت میں توسیع سے متعلق تمام قیاس آرائیاں بے بنیاد ہیں۔ آرمی چیف نے کہا کہ پاک فوج ایک عظیم ادارہ ہے۔ میں توسیع پر یقین نہیں رکھتا اور مقررہ تاریخ پر ریٹائر ہو جاؤ گا، جبکہ دہشتگردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی جدوجہد پورے عزم اور حوصلے کے ساتھ جاری رہے گی"۔

اور توقعات کے عین مطابق ہم نے دیکھا کہ بعض حلقوں کی جانب سے اس ظاہری طور پر مخلص فیصلے کی بے تکی مداح سرائی کی گئی وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ آرمی چیف نے مدت ملازمت میں توسیع سے خود انکار کر دیا جبکہ ان کے پیش رُو توسیع لیتے رہے۔ جنرل راحیل شریف کے توسیع نہ لینے کے فیصلے کے پیچھے اصل محرکات اور مقاصد کیا ہیں یہ آئندہ کچھ ماہ میں واضح ہو جائیں گے تاہم ایک بات واضح ہے کہ جو میراث وہ چھوڑے جارہے ہیں وہ ان کے پیش رووٴں سے کہیں زیادہ بھیانک اور ناقابل معافی ہے۔ ماضی میں اس بات پر کافی بحث ہوتی رہی ہے کہ کیسے مشرف کے دور میں افغانستان سے متعلق پالیسی پر یوٹرن لیا گیا جبکہ کیانی کے دور میں بھارت کی بجائے اندرونی خلفشار کو ملک کا سب سے بڑا خطرہ قرار دیا گیا۔ راحیل شریف کا دور ان خصوصیات سے بھرپور رہا:

1- تحریک انصاف اور منہاج القرآن کے دھرنوں نے نواز شریف حکومت کو مجبور کیا کہ وہ خارجہ پالیسی کے معاملات خود راحیل شریف کے سپرد کردے یعنی بغاوت نہ ہونے کے باوجود مؤثر ترین بغاوت دیکھی گئی۔

2- آرمی پبلک اسکول پشاور کا گھناؤنا واقعہ جس کی آڑ میں اچھے اور برے طالبان کے درمیان فرق کے خاتمے کی پالیسی اپنائی گئی۔

3- نیشنل ایکشن پلان کے تحت اسلام کے مخلص داعیوں کی گرفتاریوں، تشدد اور نظر بندی کا سلسلہ شروع ہوا۔

جنرل راحیل شریف کے پاس امریکہ کے تسلط سے آزادی کا انتہائی نایاب موقع تھا تاہم اسے جتنی آسانی سے نظر انداز کیا گیا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ راحیل شریف بھی مغرب بالخصوص امریکہ کا ایک زرخرید غلام ہے۔

امریکہ 2011ء سے افغانستان سے اپنی افواج کی واپسی کے لئے پر تول رہا تھا کہ جب امریکی صدر براک اوباما نے پہلی بار افغانستان سے امریکی انخلا کا باقاعدہ اعلان کیا تاہم افغان طالبان کی صفوں میں موجود مخلص مجاہدین کی وجہ سے امریکہ افغان مسئلہ کا سیاسی حل تلاش کرنے میں ناکام رہا اور اسے مسئلہ سے جان چھڑانے کے لئے متبادل حل تلاش کرنے کے لئے مزید دوڑ دھوپ کرنا پڑی۔ جس کے لیے امریکہ پہلے ہی چین کو افغانستان میں کان کنی کے معاہدوں سے بہلا پھسلا چکا تھا۔

نومبر 2007ء میں چین کے ریاستی ادارے میٹالرجیکل گروپ کارپوریشن اور افغان وزارتِ کانکنی اور پٹرولیم کے درمیان کابل کے جنوب مشرقی بنجر پہاڑی علاقے سے تانبہ نکالنے کا معاہدہ طے پایا۔ یہ کان صوبہ لوگر کے قدیم بدھ شہر میں واقع ہے جب کہ یہ علاقہ کافی حد تک طالبان کے زیر اثر ہے مگر اس کے باوجود چین نے افغان تاریخ کی سب سے بڑی غیر ملکی سرمایہ کاری کی اور اسے عملی جامعہ پہنانے کے لئے ہر قسم کے وسائل کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

افغان جنگ میں اب تک 2200 امریکی موت کے گھاٹ اتارے جاچکے، 17 ہزار سے زیادہ افغان شہری لقمہ اجل بنے جب کہ افغان حکومت کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوششوں میں 642 ارب ڈالرز سے زیادہ کے اخراجات بھی آچکے ہیں مگر اس سب کے باوجود امریکہ سب کچھ صرف اس بات پر قربان کرنے کو تیار تھا کہ اسے چین کی جانب سے میدان جنگ میں مزید مدد کی یقین دہانی کرادی جائے۔۔ مگر امریکہ افغانستان کے پیچیدہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے چین کی جانب سے یقین دہانیوں پر عملدرآمد نہ ہونے پر شدید مایوسی کا شکار ہے اور اس مایوسی کا "مشرق وسطیٰ کا کیشیائی انسٹی ٹیوٹ" (Central Asia-Caucasus Institute) کے چیئرمین ایس فریڈرک اسٹار نے برملا اظہار کیا کہ "سارا بوجھ ہم اٹھاتے ہیں جب کہ پھل وہ (چین) توڑتا ہے"۔ http://www.nytimes.com/2009/12/30/world/asia/30mine.html

6 اکتوبر 2009 کو نیویارک ٹائمز میں "بیجنگ کا افغان جوا" کے عنوان سے شائع ہونے والے مضمون میں رابرٹ کیپلن نے لکھا کہ، "مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ اپنا خون اور پیسہ قربان کر رہا ہے مگر اس کے فائدے چین حاصل کرے

گا---"http://www.nytimes.com/2009/10/07/opinion/07kaplan.html

اسی مضمون میں رابرٹ کیپلن نے ایک اور امکان ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ،"سوچئے امریکہ انخلا کا فیصلہ کرتا ہے یا انتہائی تیزی سے اپنی موجودگی کم کرتے ہوئے اسے صرف پاک افغان سرحد پر انسداد دہشت گردی کی حکمت عملی تک محدود کرلیتا ہے؟ یہاں ایک نئی صورت حال جنم لے گی اور وہ یہ کہ قندھار اور دیگر علاقوں پر طالبان کا قبضہ ہو گا اور یہاں ایک مطلق العنان ریاست قائم ہو گی جہاں لا قانونیت کا دور دورہ ہو گا اور نتیجتاً چین کے جنوبی ایشیا کے ذریعے توانائی سمیت دیگر اشیاء کی راہداری کے منصوبوں کو شدید دھچکا لگے گا۔ صرف یہی نہیں، یہ یقیناً ان سخت گیر اسلام پسندوں کی بھی زبردست اخلاقی فتح ہو گی جو اس سے پہلے افغان سرزمین پر ایک اور سپر پاور سوویت یونین کے عزائم خاک میں ملا چکے ہیں۔"http://www.nytimes.com/2009/10/07/opinion/07kaplan.html

بات انتہائی سادہ تھی کہ چینیوں کو امریکہ کی سیکیورٹی چھتری کے بغیر افغانستان کے سخت گیر اور بے قابو طالبان کی جانب سے ممکنہ خطرات کا اندازہ کرایا جائے۔ اور انہیں یہ بھی باور کرایا جائے کہ افغانستان میں چین کی عدم مداخلت کے نتیجے میں چینی صوبے سنکیانگ میں بھی عدم تحفظ اور عدم استحکام کا اندیشہ مزید بڑھ جائے گا۔

سنکیانگ چین کے شمال مغرب میں واقع وہ خطہ ہے جہاں رہائش پذیر ترک زبان بولنے والے یغور مسلمان لمبے عرصے سے چین کے ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں، اور چینیوں کی ان کے علاقوں میں نقل مکانی بھی یغور مسلمانوں کے لیے باعث تشویش ہے۔ دینی اختلافات ایک طرف، چین کی سنکیانگ میں کشمکش کی ایک اور بڑی وجہ یہاں موجود تیل اور گیس کے وسیع ذخائر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ یہی وہ خطہ ہے جو چین کو وسطی ایشیا کی ریاستوں اور افغانستان سے جوڑتا ہے جس کے باعث چین تک اسلامی اثر و رسوخ کو بڑھانے کا ذریعہ بھی یہی خطہ سمجھا جاتا ہے۔

سنکیانگ میں حالات تو کئی برسوں سے کشیدہ رہے ہیں تاہم 2008 میں صوبائی دارالحکومت اُرمکی میں بڑے پیمانے پر نسلی فسادات ہوئے جس کے نتیجے میں حکام کے مطابق 200 افراد مارے گئے جن میں سے زیادہ تر کا تعلق چینی نسل ہن سے تھا۔ اسی دوران ترکستان اسلامی پارٹی نامی تنظیم منظر عام پر آئی جس نے چینی دارالحکومت بیجنگ میں اُس سال ہونے والے اولمپک مقابلوں پر بھی حملوں کی دھمکیاں دیں۔ نتیجتاً سیکیورٹی میں اضافہ ہوا اور کئی یغور مسلمانوں کو شک کی بنا پر گرفتار کرلیا گیا۔ تاہم پھر بھی تشدد کے واقعات کا سلسلہ جاری رہا۔

30 جولائی 2011 کو چاقو سے لیس دو افراد نے ٹرک کو ہائی جیک کرکے اسے پر ہجوم کاشغر بازار میں موجود لوگوں پر چڑھادیا اور راہگیروں پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ اگلے دن 12 افراد پر مشتمل یغور مسلمانوں کے ایک گروہ نے ہن چینیوں کے علاقے "گورمے فوڈ اسٹریٹ" پر دھماکا خیز مواد سے حملہ کیا۔ اس حملے میں ملوث ایک ملزم نے مبینہ طور پر یہ اعتراف کیا کہ اس نے دھماکا خیز مواد اور ہتھیار چلانے کی ٹریننگ پاکستان میں ترکستان اسلامی پارٹی کے کیمپوں سے حاصل کی۔ اس وقت کے آئی ایس آئی چیف احمد شجاع پاشا گھبراتے گھبراتے صورتحال کا جائزہ لینے چین پہنچے جس کے بعد پاکستان سے پانچ یغور مسلمانوں کو گرفتار کرکے چین منتقل کر دیا گیا۔ تحریک طالبان پاکستان نے ان حملوں کی ذمہ داری قبول کی اور تصدیق کی کہ انہوں نے حملے کی منصوبہ بندی وزیرستان کے ٹریننگ کیمپ سے کی تھی۔

ان تمام واقعات کو ترکستان اسلامی پارٹی سے منسلک کیا گیا اور پاکستان پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ قبائلی علاقوں سے دہشت گردوں کا صفایا کرے۔ اور پھر 24 اگست 2012 کو دو امریکی میزائلوں سے جنوبی اور شمالی وزیرستان کی سرحد کے قریب وادی شوال میں عسکری ٹریننگ کیمپ کو نشانہ بنایا گیا۔ ان ڈرون حملوں کا ہدف فاٹا میں القاعدہ سربراہ عبدالشکور ترکستانی تھے جو اپنے تین کمانڈروں کے ہمراہ اس حملے میں مارے گئے جبکہ ان کے پیش رو بھی 2010 میں اسی قسم کی کارروائی میں مارے گئے تھے۔

امریکہ کا چینیوں کو پیغام واضح تھا کہ اگر انہوں نے افغان مسئلے کے حل کے لئے کردار ادا کرنے میں دلچسپی کا اظہار نہ کیا تو چین کا صوبہ سنکیانگ بھی عدم استحکام سے دوچار رہے گا۔ امریکہ اپنا کام کرچکا تھا جس کے نتیجے میں چین افغان جنگ میں اہم کردار ادا کرنے پر راضی ہوا اور اس کے بعد کی پیشرفت نے کئی صورتیں اختیار کیں۔

نومبر 2011 میں "ہارٹ آف ایشیا - استنبول پراسس" کا آغاز ہوا جس کا مقصد "ایشیا کے دل" میں علاقائی تعاون کو فروغ دینا اور افغانستان کو اس کا مرکز بناکر "ہارٹ آف ایشیا" ممالک پر یہ زور دینا تھا کہ وہ افغانستان میں قیام امن اور استحکام سمیت پورے خطے کو محفوظ اور مستحکم کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔" http://www.heartofasia-istanbulprocess.af/

افغانستان، اس کے ہمسایہ ممالک اور خطے کے اتحادیوں کے درمیان انسداد دشت گردی، انسداد منشیات، غربت اور انتہاپسندی سمیت مشترکہ دشمن سے نمٹنے کے لئے عملی تعاون بڑھانے کا عزم لیے ان مذاکرات

کا نومبر 2011ء سے آغاز ہوا۔ امریکہ سمیت 20 سے زیادہ ممالک اور تنظیموں نے اس عمل کی حمایت کی۔ 2014 اور 2015 ہارٹ آف ایشیا کے وزارتی اجلاس بیجنگ اور اسلام آباد میں منعقد کیے گئے جس کا سیاسی پہلو واضح اور مقصد صاف تھا کہ ہارٹ آف ایشیا ملاقاتوں کے ذریعے افغان مسئلہ کا دیرپا حل نکالا جائے۔

امریکا نے چین کو گوادر سے سنکیانگ ممکنہ زمینی راستے کے حوالے سے ہری جھنڈے دکھانے کی کوشش کی جس سے چینیوں کو گہرے سمندر کی بندرگاہ اور بحیرہ عرب تک رسائی ملنا تھی تاکہ وہ بحیرہ جنوبی چین کے طویل سمندری راستے کے بجائے مختصر ترین زمینی راستے سے تجارت ممکن بنا سکے۔ یہ پاک چین اقتصادی راہداری چین کے لیے اس قدر اہم تھی کہ چین نے اسے اپنے 13ویں پانچ سالہ (2016-2020) اقتصادی اور سماجی ترقی کی منصوبہ بندی میں بھی شامل کر رکھا ہے۔

دریں اثناء پاکستانی قیادت بالخصوص فوجی قیادت چینیوں اور پاکستان سے قریب سمجھے جانے والی طالبان قیادت کے درمیان مذاکرات میں مسلسل پل کا کردار ادا کرتی رہی جس کے نتیجے میں نومبر 2014 سے چینیوں اور پاکستانی حمایت یافتہ طالبان قیادت کے درمیان دس سے زیادہ مرتبہ ملاقاتیں طے پائیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ قابل مذمت سانحہ آرمی پبلک اسکول اور جس وقت یہ واقعہ پیش آیا اسے بہانہ بنا کر اچھے اور برے طالبان کے درمیان فرق کو ختم کرکے افغان طالبان کو مذاکراتی میز پر لانے کے لئے مزید مجبور کیا گیا۔ جس کے بعد جولائی 2015 میں افغان حکام اور پاکستانی حمایت یافتہ افغان طالبان قیادت کے درمیان مری میں مذاکرات کا پہلا دور ہوا جبکہ مذاکرات کا دوسرا دور ملا عمر کی دو سال پہلے موت کی خبر کے باعث ملتوی کر دیا گیا مگر امن مذاکرات کے لئے دباؤ اب بھی برقرار ہے۔

چنانچہ امریکہ نے سنکیانگ کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے ترکستان اسلامک پارٹی کے خطرے کو ہتھیار بنایا تاکہ چین کو افغانستان میں وسیع تر سیکیورٹی کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ چین کو مستقبل میں بھاری تجارتی معاہدات اور پاک چین اقتصادی راہداری جیسے اہم ترین منصوبے دکھا کر باور کرایا گیا کہ چین اگر افغانستان میں اپنا کردار ادا کرے تو مشکلات بہت کم اور

> پاکستانی حکمران آج اس نہج پر پہنچ چکے ہیں ہے کہ وہ گلگت بلتستان کو پاکستانی آئین کا حصہ بنانے پر بھی تیار ہو گئے ہیں جبکہ یہ غداری پاکستان اور بھارت کے درمیان لائن آف کنٹرول کو باقاعدہ سرحد کا درجہ دے گی اور یہی بھارت کی برسوں پرانی خواہش ہے۔

منافع کئی گنا زیادہ ہے۔ اور پھر پاکستانی قیادت پر زور دیا گیا کہ وہ افغان طالبان کو امن مذاکرات پر قائل کرے جس سے چین کو یہ پیغام دیا گیا کہ انہیں جو پیش کش کی جا رہی ہے وہ قابل عمل بھی ہے۔

پالیسی اعتبار سے یہ بات چین کی طرف اشارہ تھی کہ راحیل شریف کے نزدیک امریکہ کے مفاد میں ہی پاکستان کا مفاد ہے۔ لہٰذا امریکہ کے خلاف چین اور پاکستان کے گٹھ جوڑ کی کوشش کرنے کی کوئی تُک ہی نہیں ہے۔

یہ بات تو ہوئی اس غداری کی جو مغربی سرحد پر جاری ہے جہاں امریکہ افغانستان میں امن کے لئے اس حد تک مرا جارہا ہے کہ اس نے چین تک کو خطے کے معاملات میں مداخلت کی اجازت دے رکھی ہے اور پاکستان کو مسلسل استعمال کیا جارہا ہے جبکہ مشرقی سرحد پر اس کے اثرات کہیں زیادہ بھیانک ہیں۔ 7 جنوری 2016ء کو ایکسپریس ٹریبیون میں "چینی دباؤ پر گلگت بلتستان کی حیثیت میں تبدیلی پر غور" کے عنوان سے شائع ہونے والے مضمون میں اعلیٰ حکومتی عہدیدار کے حوالے سے کہا گیا کہ "پاکستان اپنے شمالی علاقے گلگت بلتستان کی آئینی حیثیت میں تبدیلی پر غور کر رہا ہے جس پر بھارت بھی اپنا دعویٰ کرتا ہے تاکہ مستقبل میں اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری سے تعمیر ہونے والی پاک چین اقتصادی راہداری کو قانونی تحفظ فراہم کیا جا سکے"۔۔۔ اعلیٰ حکومتی عہدیدار کے مطابق پاک چین اقتصادی راہداری سے متعلق بیجنگ کے تحفظات کے ردعمل میں اس تبدیلی پر غور شروع کیا گیا۔۔۔ حکومتی عہدے دار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر کہا کہ، "چین اُس سڑک پر اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا جو ایک ایسے متنازع علاقے سے ہو کر گزرتی ہو جس پر پاکستان اور بھارت دونوں اپنا حق جتلاتے ہوں"۔

http://tribune.com.pk/story/l023s23/chinese-pressure-sees-pakistan-mull-constitutional-status-of-gilgit-baltistan/

چینی دباؤ پر پاک چین اقتصادی راہداری کو غیر متنازع بنانے کے چکر میں پاکستانی حکمران آج اس نہج پر پہنچ چکے ہیں ہے کہ وہ گلگت بلتستان کو پاکستانی آئین کا حصہ

بنانے پر بھی تیار ہو گئے ہیں جبکہ یہ غداری پاکستان اور بھارت کے درمیان لائن آف کنٹرول کو باقاعدہ سرحد کا درجہ دے گی اور یہی بھارت کی برسوں پرانی خواہش ہے۔ یعنی اشارہ صاف ہے کہ تحریک آزادی کشمیر ختم ہو چکی، اب لائن آف کنٹرول کے اُس پار کسی بھی قسم کی بھارت مخالف سرگرمی جو پاک چین اقتصادی راہداری کے لئے پریشانی کا سبب بنے، چینی غیض و غضب کو دعوت دے گی۔

ہم نے امریکہ کی اندھی حمایت میں چین کو بھی اس قدر مجبور کر دیا ہے کہ وہ کشمیر سے متعلق بھارت نواز پالیسی اپنائے۔ اگر اقتصادی راہداری کے لئے فنڈنگ پانچ سالہ چینی منصوبے کا حصہ ہے تو لائن آف کنٹرول پر ہونے والی جھڑپوں پر چین کا کیا ردعمل ہو گا؟ اور جیسا کہ اوپر درج ہے، چین راحیل شریف کی امریکہ سے وفاداری کی انتہا بھی دیکھ چکا ہے (امریکہ جو اب بھارت کا اتحادی ہے) تو پھر چین آخر کیوں کشمیر کے معاملے پر وہ مؤقف اختیار کرے جو بھارت مخالف ہو؟ یہاں بنیادی سوال یہ بھی ہے کہ کیا راحیل شریف نے اپنی کشمیر پالیسی کو بھی افغان پالیسی بنالیا ہے؟ یعنی افغانستان میں چینی مداخلت اور پاک چین اقتصادی راہداری کی حمایت سے کیا مسئلہ کشمیر خود "حل" ہو جائے گا؟ کیا یہی وہ وجہ ہے کہ مشرقی سرحد پر مسلسل بھارتی اشتعال انگیزیوں کے باوجود راحیل شریف نے عملاً خاموش رہنے کو ترجیح دی۔ 24 ستمبر 2015 کو ڈان اخبار میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے حوالے سے ایک بیان شائع ہوا کہ بھارت کی جانب سے لائن آف کنٹرول پر جنگ بندی کی مسلسل خلاف ورزی پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف جنگ سے توجہ ہٹانے کی "ناکام کوشش" ہے۔ http://www.dawn.com/news/1209093

یہ منطق کوئی پہلی بار نہیں اپنائی گئی بلکہ جنوری 2016 میں رائل یونائٹڈ سروسز انسٹی ٹیوٹ سے خطاب میں عاصم باجوہ نے بھی یہ کہا کہ بھارت مسلسل سرحدی خلاف ورزیوں سے پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف جنگ سے توجہ ہٹانا چاہتا ہے۔

اس لیے اپنے پیش رو کیانی اور مشرف کی طرح راحیل شریف بھی کشمیر کے مسلمانوں اور امت مسلمہ سے غداری کرنے پر تلا ہے۔ اس نے بھی وہی پالیسی اپنا رکھی ہے کہ کشمیر کو اس کی قسمت پر چھوڑ کر امریکی منصوبے کے مطابق "اندورا ماڈل" کے تحت اس کی تقسیم کی جائے اور ہندوؤں کو اس کا والی وارث بنا دیا جائے جبکہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے کافروں کو مسلمانوں پر کسی بھی قسم کا اختیار دینے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً "اور اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا" (سورۃ النساء: 141)

مسئلہ کشمیر کا حقیقی حل بھارت کو، کشمیری سرزمین پر ایک انچ کی بھی، مکمل یا نیم خود مختاری دینا نہیں بلکہ اسے ہندو کافر کے چنگل سے مکمل آزاد کرانا ہے۔ کفار کی "تقسیم کرو اور حکمرانی کرو" کی پالیسی میں ہاتھ بٹانے کے بجائے مسلمانوں کو تمام مسلم ممالک کو ایک قیادت تلے دوبارہ متحد کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہونا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ "اے ایمان والو! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔ اور جان رکھو کہ خدا پرہیز گاروں کے ساتھ ہے" (سورۃ التوبہ: 123)۔

پاکستان کی کمزوری صرف اس کے حکمران ہیں جو بزدل ہندوؤں سے لڑنے سے کتراتے ہیں جو وادی کشمیر میں لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود چند ہزار نہتے مجاہدین کے سامنے بھیگی بلی بنے دکھائی دیے۔ پاکستان کو اللہ نے منظم فوجی قوت سے نوازا ہے، یہ ایک ایٹمی قوت ہے جبکہ زرخیز زرعی زمین، کوئلے اور گیس کی صورت میں اللہ نے اسے وسیع قدرتی وسائل کی نعمتوں سے بھی مالامال کیا ہے۔ ملک کی بڑی آبادی بھی اس کی اہم ترین قوت ہے مگر پاکستان کے مسلمانوں کی اصل طاقت ان کا اللہ پر ایمان اور اسلامی عقیدہ ہے جو ماضی میں رومیوں اور اہل فارس جیسی بڑی طاقتوں کو نیست ونابود کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا" (سورۃ محمد: 7)

مسئلہ کشمیر ان مسائل میں سے ایک ہے جس کا امت مسلمہ کو کافر مغربی استعمار کے ہاتھوں اسلامی حکمرانی کے خاتمے پر سامنا کرنا پڑا۔ مغربی سامراج نے تمام مسلم سرزمین سے اسلامی نظام کو اکھاڑ پھینک کر مغربی تصورات پر مبنی نظاموں کو نافذ کیا۔ وہی نظام جس نے مغربی تصورات سے مرعوب، مغربی مفاد کے غلام حکمرانوں کی نسلوں کو جنم دیا۔ اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آج تمام حکمران امت کے مفاد کے خلاف امریکی صفوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کو لازمی سوچنا ہو گا کہ ایک مغربی غلام کی جگہ دوسرے مغربی ایجنٹ حکمران کو مسند اقتدار پر بٹھانا کسی مسئلے کا حل نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خلافت کے دوبارہ قیام کے ذریعے اسلامی نظام کو واپس لایا جائے جو ایسے حکمرانوں کو جنم دے گی جن کی وفاداری صرف اور صرف اسلام اور مسلم امہ کے ہی ساتھ ہو گی۔

لاہور بم دھماکہ تمام بیرونی ایجنسیوں کے وجود کے خاتمے کا تقاضا کرتا ہے

تحریر: میڈیا آفس ولایہ پاکستان

حزب التحریر ولایہ پاکستان 27 مارچ 2016 کو لاہور کے ایک باغ میں خوفناک بم دھماکے کی شدید مذمت کرتی ہے جہاں عیسائی حضرات عیسٹر کا تہوار منانے کے لئے موجود تھے اور جس کے نتیجے ستر سے زائد لوگ جاں بحق ، دوسو پچاس زخمی ہوگئے، جن میں خواتین اور بچوں کی بڑی تعداد شامل ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا "اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے تو اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا "(المائدہ:32)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ألا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللَّهِ، فَلا يُرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا "وہ جو کسی معاہد(غیر مسلم شہری) کو ناحق قتل کرتا ہے وہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پاسکے گا اور یقیناً اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت کے فاصلے تک پائی جاتی ہے"(ترمذی)۔

جہاں تک اس قسم کے مسلسل خوفناک اور وحشیانہ حملوں کے خاتمے کا تعلق ہے تو حزب التحریر یہ واضح کردینا چاہتی ہے کہ اسلامی مدارس اور بازاروں کی بندش، موبائل فون کی سموں اور انٹرنیٹ کنیکشن کی رجسٹریشن ، اساتذہ کو ہتھیار چلانے کی تربیت اور اسکولوں کی چھتوں پر نشانہ بازوں کی تعیناتی اس مسئلہ کی اصل وجہ کو ختم نہیں کرتی ہیں۔ اس مسئلہ کی بنیادی وجہ دشمن، یعنی امریکہ و بھارت کی انٹیلی جنس اور غیر سرکاری فوجی اثاثوں کا پاکستان میں مستقل قیام ہے جو دہشت گردی کے سانپ کا سر ہیں۔ راحیل-نواز حکومت اس مسئلہ کو ختم کر سکتی ہے اگر وہ اس کو ختم کرنا چاہے لیکن یہ عمل کرنے کے لئے انہیں لازمی اپنے آقا یعنی امریکہ اور اس کے نئے پسندیدہ اتحادی بھارت سے تعلق ختم کرنا ہوگا جو ان وحشیانہ بم دھماکوں کے ماسٹر مائنڈ اور وسائل فراہم کرنے والے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ جس قدر راحیل-نواز حکومت امریکہ وبھارت سے قربت اختیار کرتی ہے اتنا ہی پاکستان میں بم دھماکوں اور حملوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ہمارے مصائب و شدید تکالیف اور جانی و مالی نقصان کی براہ راست وجہ حکومت کا ہمارے دشمنوں سے اتحاد ، ان سے محبت کا اظہار اور انہیں ملک میں محفوظ ٹھکانے فراہم کرنا ہے جس کے نتیجے میں ہمارے دشمنوں کو ہم پر حملہ کرنے کی صلاحیت حاصل ہوجاتی ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ، تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں"(الممتحنۃ:01)۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان امت کو پکارتی ہے کہ وہ حزب کی جدوجہد میں اس کے ساتھ شامل ہوجائیں تا کہ دشمن امریکہ و بھارت کے سفارت خانے بند، ان کے سفارت کار اور انٹیلی جنس افسران کو بے دخل اور ریمنڈ ڈیوس اور "را" کے نیٹ ورک کو ختم کیا جاسکے۔ حزب افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران کو بھی پکارتی ہے کہ وہ اپنی صفوں میں موجود غداروں کو جکڑ لیں جو ملک کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ناگزیر اقدامات کی راہ میں روکاٹ ہیں۔ اور ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہوگا جب خلافت کے قیام کے لئے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کی جائے گی۔

یہ بات واضح ہے کہ جس قدر راحیل-نواز حکومت امریکہ و بھارت سے قربت اختیار کرتی ہے اتنا ہی پاکستان میں بم دھماکوں اور حملوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ہمارے جانی ومالی نقصان کی براہ راست وجہ حکومت کا ہمارے دشمنوں سے اتحاد اور انہیں ملک میں محفوظ ٹھکانے فراہم کرنا ہے۔

جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں

تحریر: حزب التحریر ولایہ پاکستان

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو 11 مئی 2012 کو سیکورٹی ایجنسی کے لوگوں نے اغوا کیا۔ تقریباً چار سال گزر جانے کے باوجود اب تک نوید بٹ کو غائب رکھا گیا ہے، اور سینکڑوں دوسرے "لاپتہ افراد" (Missing Persons) کی طرح انہیں بھی عدالت کے سامنے مقدمے کا سامنا کرنے کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔ نوید بٹ کو صرف اس لئے اغوا کیا گیا کیونکہ وہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے دوبارہ قیام کے معروف داعی تھے۔ اور نوید بٹ کو اس لئے غائب رکھا جا رہا ہے کیونکہ حکومت اسلام کی سچی دعوت کو دلیل اور ثبوت کی بنیاد پر مسترد کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔

لہٰذا حکومت نے انصاف سے دستبردار ہو کر اپنی کمزوری پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے اور نمرود، فرعون اور کفارِ قریش کی پیروی کرتے ہوئے متکبرانہ ظلم و جبر کا راستہ اپنا لیا ہے۔ اور تکبر کے اس سلسلے کو بڑھاتے ہوئے حکومت نے حزب التحریر کے خلاف ایک مہم شروع کر رکھی ہے اور ملک بھر میں اس کے شباب کو گرفتار کیا جا رہا ہے اور گرفتاری کے دوران انہیں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے جس میں وحشیانہ مار پیٹ کے علاوہ بجلی کے جھٹکے تک دیے جا رہے ہیں۔

یہ ہے اسلام کو نافذ کرنے کی دعوت کے خلاف حکومت کا وحشیانہ جواب، جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الظَّالِمُونَ "اور جو اللہ کی وحی کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں" (المائدۃ:45)۔

یہ ہے اس حکومت کا جواب اُس خلافت کے دوبارہ قیام کی دعوت کے خلاف جس کے تحت مسلمان خلیفۂ راشد کی بیعت کر سکیں گے اور جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً "اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں (خلیفہ کی) بیعت (کا طوق) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا" (مسلم)۔

> **اے افواجِ پاکستان کے مسلمانو!**
>
> **نوید بٹ جیسے لوگوں کا ہمارے درمیان موجود ہونا نہ تو باعث حیرت ہے اور نہ ہی کوئی غیر معمولی بات، کیونکہ اس سرزمین پر ایمان کی طاقت پر مبنی بہادری کی بے شمار داستانیں رقم ہیں۔**

اور یہ ہے امت کی خلافت کے قیام کی بھرپور چاہت کے خلاف اس حکومت کا جواب جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ "پھر ظلم کی حکمرانی ہو گی اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے ختم کر دے گا جب وہ چاہے گا۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے" (احمد)۔

یہ ہے اسلام کے مخلص داعیوں کے خلاف اس حکومت کا وحشیانہ رویہ جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ، إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ "بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے" (البروج:10)۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، ومن عادى أولياء الله فقد بارز الله بالمحاربة "اور جو کوئی اللہ کے دوستوں کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کرتا ہے، وہ اللہ کے خلاف جارحیت کرتا ہے" (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور معاذ بن جبل سے روایت کیا)۔

صحیح بات یہی ہے کہ تکبر متکبر کو اندھا کر دیتا ہے اور وہ صحیح اور غلط کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے، لہٰذا حکومت اب بھی یہ نہیں دیکھ پا رہی کہ وہ اسلام کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان اُس مسلم سرزمین پر کر رہی ہے جس پر کئی نسلوں تک شہیدوں نے اپنا خون نچھاور کیا ہے اور جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی تھی اور ایسا کر کے یہ حکومت اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مار رہی ہے۔ یقیناً اس حکومت کی اسلام کے خلاف کھلی جارحیت نے حزب التحریر کی حمایت میں اضافہ کیا ہے اور لوگوں کی حزب کی سچی دعوت سے وابستگی پختہ ہوئی ہے اور وہ اس دعوت کی طرف اور زیادہ متوجہ ہوئے ہیں۔ اور یقیناً مستقبل ایمان والوں کا ہے جبکہ آج کے جابر اُسی طرح ذلیل ہوں گے جیسا کہ ان سے پہلے

آنے والے متکبر نمرود، فرعون اور کفارِ قریش ذلیل ہوئے تھے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ فِي الأَذَلِّينَ ""یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہی نہایت ذلیل ہوں گے"(المجادلہ:20)۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

جابر سے مت گھبراؤ۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جابر کا جبر ہمیشہ ایمان کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ حزب التحریر آپ کے درمیان آپ کی رہنمائی کے لئے موجود ہے اور آپ سب کو دعوت دیتی ہے کہ آپ اس جبر کے خلاف اُسی استقامت اور بے خوفی سے اپنی آواز بلند کریں جیسے حزب التحریر کے شباب کر رہے ہیں۔ یقیناً ہمارا امتحان لیا جائے گا چاہے ہم وحشی جابر کے سامنے خاموشی ہی کیوں نہ اختیار کرلیں، لہٰذا ہمیں جابر کو ہٹانے کی راہ میں آنے والی کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، أَوَلاَ يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لاَ يَتُوبُونَ وَلاَ هُمْ يَذَّكَّرُونَ "اور کیا ان کو نظر نہیں آتا کہ یہ لوگ ہر سال ایک یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں، پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں"(التوبۃ:126)۔ ہمیں جابر کی جانب سے کسی نقصان پہنچنے کا خوف نہیں ہونا چاہیے، چاہے وہ ہمیں گرفتار کرے، ہم پر تشدد کرے، یہاں تک کہ ہمیں شہید ہی کیوں نہ کرا دے کیونکہ ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں جو یہ فرماتے ہیں کہ، قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلاَّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلاَنَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ "آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں، سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے، کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔ وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔ مومنوں کو اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے"(التوبۃ:51)۔ اور ہمیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ بہادری سے نہ تو ہماری زندگی کے دن اور نہ ہی ہمارا رزق کم ہو جائے گا بالکل ویسے ہی جیسے بزدل کی بزدلی سے اس کی زندگی کے دن اور رزق طویل نہیں ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ رَهْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ فَإِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ أَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ "حق بات کو بیان کرتے ہوئے لوگوں کا خوف مت کرو کیونکہ حق بات بیان کرنے سے نہ تو تمہاری زندگی میں کوئی کمی آئے گی اور نہ ہی رزق میں کوئی نقصان ہو گا"(احمد)۔

اے افواجِ پاکستان کے مسلمانو!

نوید بٹ جیسے لوگوں کا ہمارے درمیان موجود ہونا نہ تو باعث حیرت ہے اور نہ ہی کوئی غیر معمولی بات، کیونکہ اس سرزمین پر ایمان کی طاقت پر مبنی بہادری کی بے شمار داستانیں رقم ہیں۔ آپ مسلم افواج ہیں جو یہ بات بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ایمان مسلمان کو جابر کے سامنے استقامت کے ساتھ کھڑا ہونے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے اور وہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غضب اور سزا سے ڈرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ "کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ اس بات کا حق دار ہے کہ تم اُس سے ڈرو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو"(التوبۃ:13)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ "اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص کر صرف ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے"(الانفال:25)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَن يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ "اگر لوگ ایک جابر کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ روکیں تو وہ تمام لوگ اس بات کے قریب ہیں کہ وہ اللہ کی سزا کا سامنا کریں"(ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ)۔

لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب سے بڑھ کر آپ سے ان جابروں کے متعلق سوال کریں گے جو پاکستان پر حکمرانی کر رہے ہیں کیونکہ آپ اہل نصرۃ ہیں جن کے پاس وہ مادی طاقت اور صلاحیت ہے کہ چند گھنٹوں میں جابروں کی کفریہ حکمرانی کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور اسلام کو نافذ کر سکتے ہیں۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لئے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں جو اپنے امیر، مشہور فقیہ اور سیاست دان، شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ کی قیادت میں خلافت کے قیام کی جدوجہد کر رہی ہے۔ وہ جو اب تک اس فرض کو پورا کرنے کے لئے آگے نہیں آئے انہیں چاہیے کہ آگے بڑھیں اور دیر نہ کریں کیونکہ خلافت کے قیام کا منصوبہ اپنی شروعات میں نہیں بلکہ مکمل ہونے کے قریب پہنچ چکا ہے۔ تو قدم بڑھاؤ اے بھائیو اس ایمان کے ساتھ کہ ہم پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی کے برخلاف کوئی آزمائش نہیں آسکتی اور ایمان والا سوائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔

24 جمادی الاول 1437 ہجری،

بمطابق 4 مارچ 2016

انصاف پسند لوگوں کو خلافت کے داعیوں کے حق میں اپنی آواز بلند کرنی چاہیے

تحریر: میڈیا آفس ولایہ حزب التحریر

پاکستان کے مسلمانوں میں موجود اہل اثر و رسوخ، عدلیہ، وکلا برادری، سیکیورٹی اداروں اور خصوصاً انسانی حقوق کے علمبرداروں کے نام!

پاکستان میں خلافت کے داعیوں کے خلاف کیے جانے والے شدید اور طویل ظلم و ستم کے حوالے سے ہم آپ سے مخاطب ہیں۔ خلافت کے ان داعیوں میں سے کئی نے سیکیورٹی ایجنسیوں کے ہاتھوں شدید تشدد کا سامنا کیا ہے جس میں سونے نہ دینا، بدترین مار پیٹ، زبردستی دماغی توازن خراب کرنے والی ادویات پلانا اور بجلی کے جھٹکے شامل ہیں۔ کچھ کو گرفتار کیا گیا اور کچھ کو اغوا کر کے غائب کر دیا گیا اور وہ اب تک لاپتہ ہیں۔ جو لوگ جیلوں میں ہیں انتظامیہ انہیں ضروری طبی سہولیات اور ملاقات کے حق سے محروم رکھ رہی ہے۔ اور ایجنسیاں ان لوگوں کے خاندان والوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو ہراساں کر رہی ہیں جو جیلوں میں ہیں یا جنہیں لاپتہ کر دیا گیا ہے۔

یہ وحشیانہ رویہ ان معزز مسلمانوں کے خلاف روا رکھا جا رہا ہے جو ذمہ دار بیٹے ہیں یا باپ ہیں، جن کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے ہے اور اس کھلے خط کے آخر میں دی گئی فہرست سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات مشہور و معروف ہے کہ حزب التحریر ایک سیاسی جماعت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے غیر متشدد طریقے کے مطابق پاکستان سمیت پوری مسلم دنیا میں کام کرتی ہے۔

لہٰذا، ہم آپ سے براہ راست پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی نگاہوں کے سامنے محض خلافت کا مطالبہ کرنا اس قدر سنگین جرم بن گیا ہے؟ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی نگاہوں کے سامنے اِس ملک میں، جو کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، اسلام کا مطالبہ کرنے والا شدید سزا کا مستحق بن گیا ہے؟ آخر کیسے اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرنے کو ایک فرض کو پورا کرنے کے سوا کچھ اور سمجھا جا سکتا ہے جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ یہ فرماتے ہیں، وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الظَّالِمُونَ "اور جو کوئی اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہے" (المائدہ:45) ؟ اور خلافت کے قیام کی حمایت کرنے کو بہترین اعمال میں سے سب سے بہتر عمل ہونے کے علاوہ اور کیا قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی واپسی کو ظلم کے خاتمے کا سبب قرار دیا ہے، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ "پھر ظلم کی حکمرانی ہو گی اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہیں گے۔ پھر جب اللہ چاہیں گے اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے (احمد)؟۔

لیکن معاملات کا فیصلہ ان کے اختتام کے مطابق ہوتا ہے، لہٰذا ابھی اتنی دیر نہیں ہوئی کہ آپ ان مظالم کے خاتمے کے لئے اپنی آواز بلند نہ کریں۔ یقیناً یہ عمل کرنے کے لئے ماحول سازگار ہے کیونکہ حزب التحریر کے خلاف جرائم اس قدر زیادہ ہو گئے ہیں کہ اب معاشرے کے تمام اہم مراکز میں حزب التحریر کے متعلق بات چیت کی جا رہی ہے۔ لہٰذا، جو لوگ اپنی آواز خلافت کے حق میں بلند کریں گے انہیں پسند کیا جائے گا اور سراہا جائے گا اور وہ ان لوگوں سے ممتاز نظر آئیں گے جو خاموش ہیں یا پھر ظالم حکومت کے وحشیانہ اعمال پر انہیں داد دے رہے ہیں۔ لہٰذا، ہم آپ کے حوالے ایک فہرست کر رہے ہیں، یہ فہرست ان چند خلافت کے داعیوں کی ہے جو اس وقت پابند سلاسل ہیں یا پھر جنہیں حکومتی ایجنسیوں نے لاپتہ کر دیا ہے۔ یہ فہرست اور خط دیتے ہوئے ہم آپ کو یاد دہانی کراتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ناانصافیوں اور ظلم کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

1۔ آغا طاہر، عمر 39 سال، ٹیکسٹائل انجینئر۔ شادی شدہ اور چار بچے ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

2۔ ارشد جمال، عمر 38 سال، انفارمیشن ٹیکنالوجسٹ۔ شادی شدہ اور تین بچے ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

3۔ اسد جگرانوی، عمر 45 سال، اسکول ٹیچر۔ شادی شدہ اور سات بچے ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

4۔ ڈاکٹر افتخار، عمر 40 سال، میڈیکل ڈاکٹر۔ شادی شدہ اور تین بچے ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

5۔ کامران شیخ، عمر 39 سال، کالج لیکچرار۔ شادی شدہ اور تین بچے ہیں۔ اغوا کیا گیا اور اب تک لاپتہ ہیں۔

6۔ منظر عزیز، عمر 57 سال، کاروبار کرتے ہیں۔ شادی شدہ اور چار بچے ہیں۔ اغوا کیا گیا اور اب تک لاپتہ ہیں۔

بقیہ صفحہ 19 پر

سوال وجواب: عوامی ملکیت

سوال:

اے ہمارے معزز عالم دین السلام علیکم، میں عوامی ملکیت کے بارے میں ایک سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ کیا احکام شرعیہ کے مطابق نجی ملکیت عوامی ملکیت میں تبدیل ہو سکتی ہے، جیسے اگر عوام کے فائدے کے لئے ضروری ہو تو پانی کے نجی چشموں کو عوامی ملکیت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا جب یہ عذر ختم ہو جائے تو وہ اپنی پرانی صورت حال کے مطابق نجی ملکیت بن جائیں گے؟ یہی مثال پٹرول کے کنوؤں کی ہے کہ جب ان میں موجود ذخیرہ کم ہو جائے تو دوبارہ شخصی ملکیت بن جائیں گے؟

بہت شکریہ، اللہ آپ کی مدد کرے اور آپ کو ثابت قدم رکھے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر عوامی ملکیت کی اقسام میں سے کوئی قسم ایسی ہو جس میں علت ہو تو حکم اس علت کے گرد وجود اور عدم وجود کے اعتبار سے گھومے گا۔۔۔جب تک وہ علت ہو گی وہ قسم عوامی ملکیت ہو گی اور جب وہ علت نہیں ہو گی تو اس عوامی ملکیت کا نجی ملکیت بننا جائز ہے، بشرطیکہ کہ وہ علت کسی شرعی نص میں موجود ہو یعنی شرعی علت ہو۔

جماعت کی ضرورت کیا ہے جس کو عوامی ملکیت میں شمار کیا جائے، یہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «المسلمون شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار» "مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی، چرہ گاہ اور آگ" اس کو ابوداود نے روایت کیا ہے اور انس نے بھی اس کو ابن عباس کی حدیث میں روایت کیا ہے جس میں ابن عباس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «ثلاث لا يمنعن: الماء والكلأ والنار» "تین چیزوں سے روکا نہیں جاسکتا: پانی، چرہ گاہ اور آگ"۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ پانی، چرہ گاہ اور آگ میں شراکت دار ہیں اور ان کو نجی ملکیت میں نہیں دیا جا سکتا۔

مگر ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے پانی کو طائف اور خیبر میں افراد کی ملکیت میں دے دیا تھا اور وہ عملاً اس کے مالک بن گئے تھے اور اس سے اپنی کھیتی اور باغ سیراب کرتے تھے۔

> ہر وہ چیز جو جماعت کی ضرورت ہو گی اس کو عوامی ملکیت سمجھا جائے گا اور جیسے ہی جماعت کی ضرورت نہیں رہے گی چاہے ان تینوں اشیاء میں سے ہی ہو جیسے پانی جس کی بات ہو رہی ہے تب وہ ان میں شمار ہو گا جو شخصی ملکیت ہیں۔

اسی طرح مدینہ میں بھی بعض مسلمان کنوؤں کے مالک تھے چنانچہ بخاری نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ» "جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال لے تو وہ فاجر ہے اور وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہو گا"۔ ابو عبد الرحمن کہتے ہیں کہ ان کے چچازاد بھائی کی زمین میں ان کا ایک کنواں تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ: گواہ لاؤ کہ یہ کنواں تمہارا ہے، ابو عبد الرحمن نے کہا کوئی گواہ نہیں، تو اس کے چچازاد نے قسم کھالی اور ابو عبد الرحمن نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی جس پر یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا "بے شک جو لوگ بہت ہی تھوڑی قیمت کے لیے اللہ کے عہد وپیماں اور اپنی قسم کو بیچ دیتے ہیں"(آل عمران:77)۔

اگر پانی میں شراکت صرف اس وجہ سے ہوتی کہ وہ پانی ہے اور اس صفت کی وجہ سے نہ ہوتی کہ اس کی ضرورت ہے تو رسول اللہ ﷺ افراد کو اس کا مالک بننے کی اجازت نہ دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ: المسلمون شركاء في ثلاث في الماء "مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی۔۔"۔ رسول اللہ ﷺ نے افراد کے لیے پانی کی ملکیت کو بھی مباح کیا، جس سے پانی، چارہ اور آگ میں شراکت کی علت کو مستنبط کیا جاسکتا ہے جو کہ جماعت کی ضرورت ہونا ہے، جس کے بغیر جماعت کا گزر بسر مشکل ہے۔

حدیث نے ذکر تو تین چیزوں کا کیا مگر اس میں علت ہے؛ کیونکہ یہ جماعت کی ضرورت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علت معلول کے گرد وجود اور عدم وجود کے لحاظ سے گھومے گی، یوں ہر وہ چیز جو جماعت کی ضرورت ہو گی اس کو عوامی ملکیت سمجھا جائے گا اور جیسے ہی جماعت کی ضرورت نہیں رہے گی چاہے ان تینوں اشیاء میں سے ہی ہو جیسے پانی جس کی بات ہو رہی ہے تب وہ ان میں شمار ہو گا جو شخصی ملکیت ہیں۔ جماعت کی

ضرورت کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر وہ چیز جماعت کو میسر نہ ہو اور اس کی تلاش میں وہ تتر بتر ہو جائیں جیسے کسی بستی یا گاؤں یا شہر یا ریاست کے لوگ منتشر ہو جائیں، ایسی چیز کو جماعت کی ضرورت سمجھا جائے گا، جیسے پانی کے چشمے، جلانے کی لکڑی اور چوپایوں کا چارہ وغیرہ۔

اسی طرح معدنیات عوامی ملکیت ہیں اور ان کو انفرادی ملکیت میں دینا جائز نہیں جب یہ غیر محدود مقدار میں ہوں جیسا کہ ترمذی نے ابیض بن حمال المزنی سے روایت کیا ہے کہ، أنه وفد إلى رسول الله ، فاستقطعه الملح فقطع له، فلما أن ولّى، قال رجل من المجلس: أتدري ما قطعت له؟ إنما قطعت له الماء العِدّ، قال: فانتزعه منه "ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آیا اور نمک کی کان دینے کا مطالبہ کی، آپ ﷺ نے اس کو دے دیا، وہ آدمی نکل گیا تو مجلس میں ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے اس کو کیا دیا؟ آپ ﷺ نے تو اس کو غیر محدود معدنیات دے دی۔ آپ ﷺ نے اس سے واپس لے لیا"۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ معدنیات کو انفرادی ملکیت میں نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ عوامی ملکیت ہے۔ حدیث سے واضح ہے کہ اس کو انفرادی ملکیت میں نہ دینے کی علت اس کا غیر محدود ہونا ہے اور یہی اس کا حکم ہے، یعنی اگر معدنیات لامحدود ہوں تو اس کو انفرادی ملکیت میں نہیں دیا جا سکتا۔ اس حکم میں تمام معدنیات شامل ہیں چاہے ان معدنیات تک رسائی آسانی سے ہو جیسے نمک، سرمہ، وغیرہ، یا یہ چھپے ہوئے ہوں اور بڑی مشقت سے ان تک رسائی ہو جیسے سونا، چاندی، لوہا، پیتل، تانبا وغیرہ۔ چاہے یہ ٹھوس ہوں جیسے کرسٹل یا مائع جیسے پٹرول، یہ سب معدنیات ہیں اور اس حدیث کے ماتحت ہیں۔ غیر محدود معدنیات تمام رعایا کی ملکیت ہے، اس لیے ریاست کے لیے ان کو افراد یا کمپنیوں کی ملکیت میں دینا جائز نہیں۔ افراد اور کمپنیوں کو ان کو اپنے لیے نکالنے کی اجازت بھی نہیں دی جا سکتی، بلکہ ریاست کو چاہیے کہ خود مسلمانوں کی نمائندگی اور ان کے امور کی دیکھ بھال کرتے ہوئے ان کو نکالے، اور جو کچھ بھی وہ نکالے گی وہ ریاست کے تمام شہریوں کی ملکیت ہو گی۔

لہٰذا سوال میں جن اشیاء کا ذکر ہے وہ جب جماعت کی ضرورت ہوں گی تو عوامی ملکیت ہوں گی، جیسے گاؤں کا وہ کنواں جس کے علاوہ پانی کا کوئی اور ذریعہ نہ ہو تو یہ کنواں عوامی ملکیت ہے اور اس کو افراد کی ملکیت میں

> **اگر لوگوں کو پینے کا پانی وافر مقدار میں میسر ہو تو کوئی شخص اپنی زمین میں اپنے لیے کنواں کھود کر اس کا مالک بن سکتا ہے**

دینا جائز نہیں۔۔۔۔ اگر لوگوں کو پینے کا پانی وافر مقدار میں میسر ہو تو کوئی شخص اپنی زمین میں اپنے لیے کنواں کھود کر اس کا مالک بن سکتا ہے جو جماعت کی ضرورت نہیں، یعنی جماعت کی ضرورت ہونے کی علت ختم ہو گئی۔۔۔ مگر جو کنواں عوامی ملکیت تھا وہ فرد کی ملکیت نہیں بنے گا بلکہ عوامی ملکیت ہی رہے گا اور اس کو افراد کو فروخت کرنا ناجائز ہے مگر جب جماعت کو پانی وافر مقدار میں میسر ہو تو اس پانی کے کنوے کو فروخت کر کے اسے نجی ملکیت میں دیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا پانی کا کنواں عوامی ملکیت ہے جب لوگوں کے پاس اس کے علاوہ پانی کے حصول کا کوئی اور ذریعہ موجود نہ ہو۔ مگر جب جماعت کو اس کی ضرورت نہ رہے یعنی جماعت کی ضرورت ہونے کی علت ختم ہو جائے اور لوگوں کو پانی وافر مقدار میں میسر ہو تب اس کو افراد کی ملکیت میں دینا جائز ہے اور اس کی قیمت کو عوامی ملکیت کے شعبے میں رکھا جائے گا۔

تیل و گیس کے کنویں بھی عوامی ملکیت ہیں جب تک کہ وہ غیر محدود ہوں، جب ان کی عوامی ملکیت ہونے کی علت ختم ہو گی تو ان کو افراد کو بیچ کر قیمت عوامی ملکیت کے مد میں رکھنا جائز ہے۔

آپ کا بھائی عطا بن خلیل ابو الرشتہ

15 جمادی الاول 1437

24 فروری 2016

بقیہ صفحہ 17 سے

7۔ نوید بٹ، عمر 47 سال، الیکٹریکل انجینئر۔ شادی شدہ اور چار بچے ہیں۔ اغوا کیا گیا اور اب تک لاپتہ ہیں۔

8۔ سعد جگرانوی، عمر 42 سال، کاروبار کرتے ہیں۔ شادی شدہ اور نو بچے ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

9۔ سلیم سیٹھی، عمر 38 سال، جنرل ازم میں ماسٹرز۔ شادی شدہ کوئی اولاد نہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

10۔ شہزاد احمد، عمر 29 سال، الیکٹرانک انجینئر۔ شادی شدہ اور ایک بچہ ہے۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

11۔ شہریار انجم، عمر 33 سال، غیر شادی شدہ ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

12۔ عباس قمر، عمر 43 سال، لیکچرار اکنامکس۔ شادی شدہ اور چار بچے ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

13۔ ذیشان اختر، عمر 38 سال، ٹیکسٹائل انجینئر۔ شادی شدہ اور چار بچے ہیں۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید ہیں۔

سوال وجواب: خیر وشر اور حسن وقبح کے درمیان فرق

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور اللہ کے اذن سے آپ کو نصر کا شرف حاصل ہو۔ میرا سوال خیر وشر، حسن اور قبح کے بارے میں ہے کہ جب بھی یہ موضوع زیر بحث آتا ہے تو شباب کے جوابات مختلف ہوتے ہیں۔ امید ہے آپ اس موضوع میں فرق کو ہمارے لیے واضح کر دیں گے۔ بارک اللہ

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ا۔ حسن اور قبح، خیر اور شر، اصولِ فقہ کے علماء کی اصطلاحات ہیں، اس لیے ان کے معنیٰ اسی طرح سمجھیں جائیں گے جیسے انہوں نے وضع کیے اور استعمال کیے ہیں، یعنی ان کے لغوی معنی کو نہیں دیکھا جائے گا۔ ان کا معنی اور ان کے درمیان فرق تب معلوم ہو گا جب ان کو اصولِ فقہ کے علماء سے اخذ کیا جائے گا نہ کہ علماءِ لغت سے۔ اس لیے ڈکشنری کھول کر حسن وقبح اور خیر وشر کا معنی دیکھ کر یہ نہیں کہا جائے کہ ان کا معنی یہ ہے بلکہ اصولیوں کے ہاں ان کے معنی کو تلاش کیا جائے گا کہ انہوں نے یہ اصطلاحات کس لیے وضع کیں اور انہیں کن معنوں میں استعمال کیا۔

ب۔ اصولیوں نے اس بات پر بحث کی ہے کہ شارع کون ہے یعنی وہ کون ہے جو افعال کی اقسام کو بیان کرے کہ یہ فرض ہے یا مندوب، مباح ہے یا مکروہ، یا پھر حرام ہے، اسی طرح اشیاء پر کہ یہ حلال ہے یا حرام؟ یعنی مدح (تعریف و توصیف) اور مذمت کے لحاظ سے ان افعال سے متعلق اوامر ونواہی کیا ہیں اور پھر ان افعال پر ثواب اور عقاب (سزا) کیا مرتب ہوتے ہیں۔

ان کے نزدیک حسن وقبح پر اسی پہلو سے بحث کی گئی ہے۔ جو عمل شرع کے اوامر (حکم) کے مطابق ہو، ممدوح (قابلِ تعریف) ہے، وہ حسن ہے اور اس پر ثواب ہے اور جو شرع کے حکم کے خلاف ہو، مذموم (قابلِ مذمت) ہے، اس سے منع کیا گیا ہے، اس پر سزا ہے اور وہ قبیح ہے۔ اسی لیے حسن وقبح کی بات اس وقت کی جاتی ہے جب اشیاء اور افعال کو حکم شرعی کے مطابق بیان کیا جائے کہ ان کے کرنے یا نہ کرنے پر کیا تعریف یا مذمت کی گئی ہے یعنی کیا ثواب ملے گا یا سزا ملے گی۔

اسی بنا پر مثلاً چوری کے بارے میں بحث کرتے وقت اس پر یہ حکم لگایا جائے گا کہ یہ حرام ہے، اور مدح ومذمت اور اس کے نتائج (جزا اور سزا) یہ ہوں گے کہ ہاتھ کاٹا جائے گا اور جہنم کی آگ ہے، اور اس طرح ہم کہیں گے کہ چوری قبیح (بُری) ہے۔

ج۔ اصولیوں نے اس پیمانے پر بھی بحث کی ہے جس کے مطابق یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہ فعل اس شخص کے لیے نقصان دہ ہے یا فائدہ مند، اس لیے اس شخص کو یہ فعل کرنا چاہیے یا نہیں۔ جب انہوں نے متعین فعل کو اسلام کے اس پیمانے پر رکھا تو اگر نتیجہ 'فائدہ' ہو تو اس فعل کو پسند کیا اور سرانجام دیا اور اس فعل کو 'خیر' قرار دیا۔ اور اگر اس پیمانے کے مطابق نتیجہ 'نقصان' ہو تو اس فعل کو ناپسند کیا، اس کو ترک کیا اور اس فعل کو 'شر' کا نام دیا۔

یوں مثلاً چوری کے بارے میں بحث کرتے وقت اسلام کے پیمانے کے لحاظ سے اس کے فائدے اور نقصان کو دیکھ کر اس عمل کو سرانجام دیا جائے گا یا اس کو ترک کیا جائے گا، یہی خیر یا شر ہے۔

اس لیے آپ کہیں گے کہ چوری شر ہے کیونکہ اسلام کے پیمانے کے لحاظ سے اس میں نقصان ہے لہذا اس سے باز رہیں۔

د۔ اسی طرح چوری کو قبیح کہا جائے گا اگر بحث اس کے بارے میں حکم صادر کرنے کی ہو (یعنی یہ حرام ہے) یا اس پر ثواب یا سزا کی ہو یعنی دنیا میں ہاتھ کاٹنے اور آخرت میں جہنم کی آگ۔

چوری کو شر کہا جائے گا اگر بحث اس پیمانے کے مطابق اس کے نقصان یا فائدے کی ہو یعنی اس کو اسلام کے پیمانے سے ناپا جائے گا، اپنے فائدے یا خواہش کے پیمانے پر نہیں، تب ہی وہ نقصان دہ معلوم ہو گا اور انسان اس سے باز رہے گا اور اس کو شر کا نام دے گا۔

ہ۔ خلاصہ

اگر بحث کا دارومدار فعل اور شے پر حکم لگانا ہو کہ اس پر کیا ثواب یا سزا ہے تب حسن اور قبح کی صفت پائی جائے گی۔

اگر بحث کا دارومدار وہ پیمانہ ہو جس کے ذریعے اس فعل کے فائدہ اور نقصان کو ناپا جائے گا جس کی وجہ سے انسان اس کو پسند کرے اور انجام دے یا ناپسند کرے اور باز رہے تب اس میں خیر وشر کی صفت پائی جائے گی۔

آپ کا بھائی عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

29 جمادی الاولی 1437 ہجری

9 مارچ 2016

سوال وجواب: قتل خطاء کی دیت

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میرا ایک سوال ہے: کتاب نظام العقوبات میں ہے کہ قتل کی چار قسمیں ہیں، چوتھی قسم وہ ہے جو خطاء کی طرح ہے، اس کو ایسا قتل سمجھا جاتا ہے جس میں قاتل کا ارادہ قتل کا نہیں تھا۔ اگر ارادہ نہیں تھا تو دیت (خون بہا) کیوں ادا کرے گا، جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کی خطاء پر مواخذہ نہیں؟

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ جس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اس کے بارے میں نظام العقوبات میں یوں ہے:

اور قتل کی چار صورتیں ہیں: عمد، شبہ عمد، خطاء اور جو خطاء کی طرح ہو۔ قتل عمد تو اللہ کے اس قول سے واضح ہے: **ومن يقتل مومنا متعمدا** "اور جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے" (النساء:93)۔

شبہ عمد اس روایت سے واضح ہو جاتا ہے جو کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الا ان دية الخطاء شبه العمد ما كان بالسوط مائة من الابل اربعون في بطونها اولادها "ایسے قتل خطاء کی دیت جس میں عمد کا شبہ ہو، سو(100) ایسے اونٹ ہیں جن میں سے چالیس کے پیٹ میں بچہ ہو"۔

جہاں تک قتل خطاء کا تعلق ہے تو یہ اللہ کے اس فرمان سے واضح ہے: **وما كان لمومن ان يقتل مومنا الا خطاء** "کوئی مومن کسی مومن کو خطاء سے ہی قتل کر سکتا ہے" (النساء:92)۔

اور جو خطاء کا قائم مقام ہے وہ خطاء کی قسم ہے مگر قتل خطاء کی تعریف اس پر لاگو نہیں ہوتی اور اس کی حقیقت خطاء کی حقیقت سے مختلف ہے، کیونکہ خطاء میں فعل برائے فعل کا ارادہ ہوتا ہے مگر فعل کے واقع ہونے کی سمت میں غلطی ہو جاتی ہے، جبکہ جو خطاء کا قائم مقام ہے اس میں فعل کا ارادہ بالکل نہیں ہوتا، فعل بالکل غیر ارادی طور پر ہو جاتا ہے، اس لیے اس کی حقیقت خطاء کی حقیقت سے مختلف ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی سویا ہوا شخص کسی شخص پر گرے اور اس کو مار دے، یا بلندی سے کسی پر گر کر اس کو قتل کرے، یا بے ہوش ہو کر کسی پر گرے اور اس کو قتل کر دے۔۔۔ لہٰذا اس کا حکم خطاء کی پہلی قسم کی طرح ہے، یعنی اس میں دیت میں سو اونٹ فرض ہیں اور اس میں غلام بھی کفارے میں آزاد کیا جائے گا، اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے گا۔ ختم شد

اب ہم اس سوال کے جواب کی طرف آتے ہیں جو آپ نے کیا ہے:

وہ حدیث جس کو ابن حبان نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عليه "اللہ میری امت کی خطاء، بھول اور مجبوری میں کیے گئے اعمال سے درگزر کرتا ہے"، یہ حدیث جو آپ کہہ رہے ہیں اس پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ حدیث کا معنی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ غلطی، بھول اور زبردستی کی صورت میں مواخذہ نہیں کرتا یعنی ایسی صورت میں کوئی کام کرنے پر گناہ نہیں بلکہ اللہ درگزر کرتا ہے۔

وہ جو غلطی سے کسی کو قتل کرتا ہے جب وہ گولی تو پرندے پر چلاتا ہے مگر وہ کسی شخص کو لگتی ہے جس پر وہ شخص شرعاً گناہ گار نہیں ہوتا اسی طرح جو کسی کو خطاء کے قائم مقام فعل سے قتل کرتا ہے جیسے بلندی سے کسی پر گر جاتا ہے اور اس کو قتل کر دیتا ہے وہ بھی شرعاً گناہ گار نہیں ہوتا کیونکہ دونوں صورتوں میں حدیث اس پر لاگو ہوتی ہے، اس کام کو کرنے والے سے گناہ ساقط ہے۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے کہ جس چیز نے آپ کو سوال پر مجبور کیا وہ دیت کی ادائیگی ہے جو کہ قاتل کے فعل کی سزا ہے حالانکہ فعل اس کے ارادے سے نہیں ہوا بلکہ مجبوری میں ہوا اس لیے آپ نے پوچھا کہ پھر اس کو سزا کیوں دی جائے؟

صحیح بات یہ ہے کہ خطاء اور خطاء کے قائم مقام قتل کے فعل میں دیت سزا نہیں ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہ دیت اس قاتل کے "العاقلة" (رشتہ داروں) کے مال سے ادا کی جائے گی جو کہ اس کے بھائی، چاچے اور ان کی اولاد ہیں چاہے مزید نیچے ہوں۔۔۔ اگرچہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا ہے، اور یہ دیت قاتل کے مال سے دینا فرض نہیں جس نے قتل کیا ہے۔۔۔ اگر یہ سزا کے طور پر ہوتی تو خطاء سے قتل کرنے والے کے مال سے دیت دی جاتی جیسا کہ قتل عمد میں قاتل کے مال سے دیت دی جاتی ہے۔۔۔

جہاں تک ان شرعی دلائل کی بات ہے جو کہتی ہیں کہ قتل خطاء میں دیت قاتل کے مال سے نہیں اس کے رشتہ داروں کے مال سے ہو گی وہ یہ ہیں:

ابن ماجہ نے اپنے سنن میں مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ **قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِالدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ** "رسول اللہ ﷺ نے رشتہ داروں کے مال سے دیت ادا کرنے کا فیصلہ کیا"۔

میں ان فقہاء کا نام آپ کے لیے ذکر کرتا ہوں جنہوں نے اسی حکم کو اختیار کیا:

ابو یوسف ،جو ابو حنیفہ کے ساتھی ہیں، اپنی کتاب "الآثار" میں کہتے ہیں کہ:" اور قتل خطاء جو یہ ہے کہ آپ کسی چیز کو نشانہ بنارہے ہیں اور وہ کسی اور کو جا لگے تو اس میں دیت اس کے رشتہ داروں پر ہے۔۔۔"۔البیہقی کے سنن الکبری میں ہے کہ:"شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس سے اختلاف کیا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت رشتہ داروں کے مال سے ادا کرنے کا فیصلہ سنایا، اور یہ خاص حدیث سے زیادہ ہے ہم نے اس کو خاص حدیث میں ذکر کیا ہے "۔ اسی طرح شافعی کی کتاب "الام" میں ہے کہ:" دیت دو ہیں ایک عمد کی دیت ہے جو قاتل کے اپنے مال سے ادا کی جائے گی اس کے رشتہ داروں کے مال سے نہیں چاہے کم ہوں یا زیادہ اور دوسری قتل خطاء کی جو رشتہ داروں کے مال سے ادا کی جائے گی کم ہو یا زیادہ "۔

ابن قدامہ نے المغنی میں کہا ہے کہ:" ابن المنذر نے کہا ہے: ہم جتنے اہل علم کو جانتے ہیں ان سب نے اس پر اجماع کیا ہے کہ قتل خطاء یہ ہے کہ مارنے والا کسی چیز پر پھینکے اور وہ جا کر کسی اور کو لگے، میں اس میں کسی اختلاف کو نہیں جانتا۔ عمر بن عبد العزیز، قتادہ، النخعی، الزہری، ابن شبرمہ، ثوری، مالک، شافعی اور اصحاب رائے سب اس بات پر متفق ہیں۔ اس غلطی کی دیت قاتل کے رشتہ داروں پر فرض ہے اور قتل عمد میں دیت خود قاتل کے مال میں سے فرض ہے، ہمیں اس میں کسی اختلاف کا کوئی علم نہیں "۔

خلاصہ یہ ہے کہ قتل خطاء میں دیت قاتل کی سزا نہیں یعنی وہ قتل کی وجہ سے گناہ گار نہیں ورنہ دیت اس کے اپنے مال سے ہوتی اس کے رشتہ داروں کے مال سے نہیں جنہوں نے کوئی قتل نہیں کیا ہے، اس لیے غلطی سے قتل کرنے والا قتل خطاء پر گناہگار نہیں اور اسی طرح خطاء کے قائم میں بھی نہیں اور حدیث شریف اس پر لاگو ہے۔

رہی یہ بات کہ خطاء اور قائم مقام خطاء میں قتل کی دیت کیوں قاتل کے رشتہ داروں پر فرض ہے اس کی حکمت کو شرع نے ہمیں نہیں بتایا ہے اس لیے اللہ ہی بہتر جانتا ہے وہی حکمت والا ہے۔

آپ کا بھائی عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

22 جمادی الاول 1437 ہجری

2 مارچ 2016

بقیہ صفحہ 28 سے

پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد لیبیا کی حکومت سے رسمی طور پر اجازت لینا پڑے گی"(العربیہ 8 مارچ 2016)۔ یہ امریکہ کی جانب سے سلامتی کونسل کی قرار داد اور لیبیا کی قانونی حکومت سے اجازت سے پہلے عسکری مداخلت پر نکتہ چینی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ لیبیا میں جلد صورت حال مستحکم نہیں ہو گی اور اس بات کی توقع بھی نہیں کہ لیبیا میں کوئی قابل ذکر حکومت قائم ہو جو امن وامان اور استحکام قائم کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ تیسری حکومت قائم ہو سکتی ہے جس کے پاس کوئی قابل ذکر طاقت نہیں ہو گی، خاص کر امریکہ قائم ہونے والی کسی بھی حکومت کو کمزور کرے گا: "۔۔۔ماہرین نے قومی حکومت کے معاہدے پر طبرق اور طرابلس پارلیمنٹ کے اراکین کے دستخط سے خبردار کیا ہے، جس سے صرف ملک میں تیسری حکومت قائم ہو گی، جو انارکی اور انتشار کی صورت حال میں مزید اضافے کا باعث بنے گی ۔۔۔ امریکی تحقیقی مرکز "صوفان" گروپ، جس کا ہیڈ کوارٹر نیو یارک میں ہے، کی رپورٹ کے مطابق "جب قومی اتحاد کی حکومت تشکیل دی جائے گی تو دونوں متحارب حکومتوں کے ماتحت گروپوں کی جانب سے اس کو مسترد کرنے کا امکان ہے، رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ " بننے والی حکومت سیاہی خشک ہونے سے پہلے ہی مسائل میں مبتلا ہو جائے گی" (گارڈین برطانیہ 16 دسمبر 2015)۔ اس طرح اگر ایسی حکومت بن بھی جائے تو یہ کچھ دیر کے لیے ہی ہو سکتی ہے پھر بات بگڑ جائے گی اور ایسا نظر آرہا ہے کہ اس بار امریکہ اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھے گا جب تک لیبیا میں اس کا بنیادی کردار نہ ہو، کیونکہ اس طرح پہلی بار اس کو ایجنٹ میسر ہوئے ہیں، اور پھر وہ داعش کے خلاف جنگ کے نام پر مداخلت کرے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ لیبیا میں استحکام اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کہ مداخلت کرنے والے ان استعماری ممالک کے ہاتھ نہیں کاٹ دیئے جاتے۔ اہم چیز ان کے سستے مقامی آلہ کاروں کا خاتمہ ہے، جو ان ریاستوں میں حکومت کرتے ہیں اور یہ خریدے اور بیچے جاتے ہیں جس سے مداخلت کی راہ ہموار ہوتی ہے، بلکہ ان کی خدمت کرتے ہیں اور ان کے مفادات کے لیے کرائے پر لڑتے ہیں! مخلص اور بیدار لوگوں کو چاہیے کہ ہر قسم کی بیرونی مداخلت کو روکنے کے لیے سنجیدہ جدوجہد کریں، استعمار کو بھگا دیں چاہے وہ یورپی ہوں یا امریکی، ان کے تمام حل اور منصوبوں کو مسترد کر دیں، ان کے ایجنٹوں کو برطرف کر دیں، معاملات کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لیں اور زمین پر اللہ کی حکمرانی کو قائم کریں۔۔۔ ہم جانتے ہیں کہ اہل لیبیا میں خیر ہے، یہ قرآن کے حافظوں کی سرزمین ہے، یہاں مخلص اور سچے لوگ موجود ہیں جو اللہ کے اذن سے اسلام دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بنا سکتے ہیں۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے ان کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کریں۔

3 جمادی الثانی 1437 ہجری

12 مارچ 2016

سوال وجواب: شام اور لیبیا میں تازہ ترین سیاسی پیش رفت

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

شام میں تازہ ترین جنگ بندی کے حوالے سے آج تک ہونے والی پیش رفت کو دیکھنے سے یہ لگ رہا ہے کہ اس بار امریکہ جنگ بندی اور شام میں سیکولر حکومت تشکیل دینے کے لیے اپوزیشن اور حکومت کے درمیان بات چیت کے انعقاد کے معاملے میں سنجیدہ ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ نے موجودہ ایجنٹ بشار کی جگہ کسی دوسرے متبادل ایجنٹ کو لانے کی کوششوں کو ختم کر دیا ہے اور بشار کو ہی باقی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے؟

دوسرا سوال اگر آپ اجازت دیں تو یہ ہے کہ: جب کبھی لیبیا میں صورت حال کسی حل کے قریب پہنچنے لگتی ہے تو یکا یک صورتحال پھر پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے الصخیرات میں معاہدہ کیا، اور اس معاہدے نے طبرق پارلیمنٹ کی توثیق کی تھی جو طبرق کی کامیابی تھی۔۔۔ اس کے باوجود حکومت کو اعتماد کا ووٹ نہیں دیا جا رہا جبکہ سراج نے ان کی بات مان لی اور وزراء کی تعداد 32 سے کم کر کے 18 کر دی، تو پھر اس ٹال مٹول کو کیا سمجھا جائے؟ اللہ آپ کو بہترین جزاء دے۔

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہم نے 19 جنوری 2016 کے 'سوال وجواب' میں "لیبیا کے بحران میں تازہ ترین پیش رفت" کے عنوان سے لکھا تھا اور اس میں لیبیا کے مسئلے کو واضح کیا تھا۔۔۔ اسی طرح شام کے بارے میں 11 دسمبر 2015 کو ایک پمفلٹ شائع کیا جس کا عنوان تھا: "دو شر انگیزیاں ساتھ ساتھ۔۔۔" جس میں ریاض کانفرنس اور مذاکراتی کمیٹی کی تشکیل پر بات کی تھی۔ ہم نے 24 فروری 2016 کو ایک اور پمفلٹ شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا: "میونخ میں حکومت کو بچانے کے لیے جنگ بندی کا جال امریکہ کا بنایا ہوا ہے۔۔۔"، جس میں ہم نے موجودہ جنگ بندی اور مذاکرات کے موضوع کی وضاحت کی تھی۔ یہ کافی تفصیلی تھا اور اسی سے جواب سمجھنا ممکن تھا کیونکہ واقعات انہیں خطوط پر آگے بڑھ رہے ہیں جو ہم نے اپنے بیانات میں بتائے تھے۔۔۔ اس کے باوجود مندرجہ ذیل مزید وضاحت بیان کی گئی ہے۔۔۔ مگر اس سے پہلے میں شام اور لیبیا میں ہونے والی کشمکش کے درمیان فرق کو واضح کرنا چاہوں گا:

لیبیا کا موضوع شام کے موضوع سے مختلف ہے۔ شام کی کشمکش امریکہ، اس کے اتحادیوں، ہمنواؤں اور شام کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔ یہ کشمکش امریکہ اور کسی دوسری بڑی ریاست کے درمیان نہیں ہے، یہ اس لیے کہ روس ایک گندی سودے بازی کے ذریعے امریکی منصوبہ بندی کو عملی جامہ پہنا رہا ہے کیونکہ پوٹین کا یہ خیال ہے کہ شام میں امریکہ کی خدمت کر کے یوکرائن کے حوالے سے روس کی جنوبی سرحدوں پر مسائل کو کم کیا جا سکتا ہے۔۔۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے وہ بھی امریکہ کے گرد گھومتا ہے، امریکہ جو کہتا ہے وہ اسی کو دہراتا ہے تاکہ امریکہ سے تھوڑا بہت کچھ حاصل کر سکے! روس اور یورپ کو شام میں امریکی اثر ورسوخ کا علم ہے اور وہ اس کی مزاحمت کا نہیں سوچتے۔۔۔ یعنی یہ رسہ کشی امریکہ اور اہل شام اور ہر مخلص مسلمان کے درمیان ہے۔

مگر لیبیا میں کشمکش امریکہ اور یورپ کے درمیان بالادستی کی رسہ کشی ہے، یا یوں کہہ لیں کہ امریکہ کی یہ کشمکش خاص کر برطانیہ اور کسی حد تک فرانس اور تھوڑی بہت اٹلی کے ساتھ ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اہل شام کی جانب سے گزشتہ پانچ سالوں سے شامی تحریک کے دوران امریکی منصوبوں کے سامنے ڈٹے رہنے سے حیران وپریشان ہے۔ لیکن دوسری جانب وہ لیبیا میں یورپ کے مقابلے میں اپنی قوت سے مطمئن ہے، اس لیے وہ اپنی قوت سے مطمئن ہو کر یورپ کے ساتھ رسہ کشی میں مصروف ہے۔۔۔

اس فرق کو بیان کرنے کے بعد سوال میں جو کچھ ہے اس کی مزید وضاحت یہ ہے:

پہلا: شام کا موضوع:

جہاں تک یہ بات ہے کہ امریکہ جنگ بندی اور مذاکرات میں سنجیدہ ہے تو یہ بات درست ہے۔۔۔ رہی یہ بات کہ اس نے موجودہ ایجنٹ بشار کے متبادل ایجنٹ کی تلاش کو چھوڑ دیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ امریکہ کو جیسے ہی بشار کا متبادل مل جائے گا اسی لمحے بشار کا کردار ختم ہو جائے گا جیسا کہ اس نے بشار جیسوں کے ساتھ پہلے بھی کیا ہے، اور اس کی وضاحت یوں ہے:

امریکہ نے تحریک کو روکنے اور اس کو کچلنے کے لیے جنگ بندی، فائر بندی، لڑائی روکنے اور جارحانہ کاروائیوں کو روکنے کے نام پر اپنی بھرپور قوت استعمال کر لی۔۔۔ جنیوا، ویانا اور ریاض میں کانفرنسیں کی، سلامتی کونسل میں قراردادیں منظور کیں۔۔۔ یہ تحریک کو ناکام بنانے کے لیے اس کی عسکری کاروائیوں کے علاوہ ہے جو اس نے اپنے ایجنٹ بشار، ایران، لبنان میں اس کی تنظیم اور روس کے ذریعے کیا اور امریکہ

نے خود بھی مداخلت کی اور دوسرے ممالک کو بھی بین الاقوامی اتحاد کی چھتری تلے الدولہ تنظیم اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر اپنے ساتھ لیا۔۔۔ اور حال ہی میں امریکہ کو کچھ سانس لینے کا موقع ملا جب 12 فروری 2016 کو میونخ ملاقات کے ذریعے ایک ہفتے میں فائر بندی کے ذریعے تحریک کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن جب ایسا نہیں ہوسکا تو امریکی وزیر خارجہ جان کیری نے 22 فروری 2016 کو اپنے روسی ہم منصب لاروف کے ساتھ ملاقات کی اور مشترکہ بیان میں کہا کہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات 27 فروری 2016 کو جنگ بندی کو عملی جامہ پہنایا جائے گا اور یہ سب مذاکرات میں طے پانے والے سیکولر منصوبے کی توثیق کی تمہید تھی جس کو آنے والے دنوں میں جنیوا میں تیار کیا جائے گا۔۔۔امریکہ کے سنجیدہ ہونے کی دلیل اس کے وہ اقدامات ہیں جو اس نے اس سمت کیے ہیں خاص کر 9 سے 10 دسمبر 2015 میں ریاض کانفرنس، جو حکومت کے ساتھ مذاکرات کے لیے اپوزیشن کی کمیٹی تشکیل دینے کی تیاری کے لیے تھی، اس سلسلے میں کیے جانے والے اقدامات درج ذیل ہیں:

1۔ امریکہ کی جانب سے اپنے پیروکاروں "ترکی اور سعودیہ" پر اثرانداز ہونا اور پھر ان کی جانب سے شام کے اندر مذاکرات کے لیے ماحول سازگار اور اعتراض کو ختم کرنے کو شش کرنا جس کے اشارے یہ ہیں:

ا۔ سعودیہ نے ریاض میں اپنے تمام پیروکاروں اور آلہ کاروں خاص کر مسلح گروپوں اور مذاکراتی کمیٹی تشکیل دینے والوں کے ساتھ گاجر اور لاٹھی کا اسلوب استعمال کیا اور مال اور اسلحے سے کام لیا۔۔۔اس میں کامیاب بھی ہوا اور ان لوگوں میں سے کمیٹی تشکیل دی گئی جنہوں نے اپنی آخرت کو دوسروں کی دنیا کے لیے بیچ دیا ہے۔۔۔یوں امریکہ شام کی تحریک کے برپا ہونے کے بعد پہلی مرتبہ مسلح گروپوں کو مذاکراتی کمیٹی میں شامل کرنے اور حکمرانی میں حکومت کا شریک بننے کے لیے مذاکرات کو قبول کرنے پر تیار کرنے میں کامیاب ہوا۔" جمعرات کی شام کو پریس کانفرنس میں خلیف ریسرچ سینٹر کے سربراہ عبدالعزیز الصقر نے کہا کہ اپوزیشن کا ایک وفد جنوری کے پہلے دس دنوں کے اندر حکومتی وفد سے ملاقات کرے گا۔۔۔معاہدے میں اعلیٰ سطحی کمیٹی نے 32 ارکان پر مشتمل وفد تشکیل دینے پر اتفاق کیا گیا ہے، جس میں سے دس گروپوں کے، نو کونسل کے، پانچ انتظامی کمیٹی کے اور آٹھ آزاد ارکان ہوں گے" (الجزیرہ 11 دسمبر 2015)۔ پہلے مذاکرات میں شامل ہونے والے وہ لوگ ہوتے تھے جن کا شام کے اندر کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔اسی لیے اس کمیٹی میں شامل ہونے والے گروپوں نے لوگوں کو مایوس کیا خاص کر ان لوگوں کو جو ان کے حمایتی تھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ وہ سرکش سے ان کی جان چھڑائیں گے!

ب۔ اردگان کا سعودیہ کا دورہ اور شام میں امریکی منصوبے کو نافذ کرنے کے لیے جنگ بندی اور مذاکرات کے موضوع پر تبادلہ خیال،شام میں اپنے گروپوں کو جنگ بندی اور مذاکرات میں شرکت کے لیے کمیٹی تشکیل دینے پر قائل کرنا۔ "ترک صدر اردگان منگل کو دورے پر سعودیہ پہنچے جس میں وہ ذمہ داروں کے ساتھ خطے خصوصاً شام اور یمن کے موضوع پر گفت وشنید کریں گے۔ریاض کے شاہ خالد ائرپورٹ پہنچتے ہی اردگان یمامہ محل روانہ ہوئے جہاں سعودی فرمان روا شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے ان کا استقبال کیا، جیسا کہ سعودی سرکاری نیوز ایجنسی نے خبر دی ہے" (القدس 29 دسمبر 2015)۔

ج۔ امریکہ نے مذاکرات کاروں کے لیے تمہیدی اجلاس منعقد کیے جن کا مقصد امریکی حل سے ان کو روشناس کرانا تھا کہ معاملات پر توقع کے مطابق آگے بڑھنے کی یقین دہانی حاصل ہو اور اس کے اختتام پر ترکی اور ایران کے درمیان اچانک قربت پیدا کی گئی چنانچہ دوطرفہ سخت بیانات کے باوجود اوگلو نے ایران کا دورہ کیا جس کا مقصد ان کے درمیان گٹھ جوڑ کر کے شام میں ان کے گروپوں اور پیروکاروں پر ان کے اثرو رسوخ کو استعمال کرنا تھا تاکہ شام میں امریکی منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔۔۔" ترک وزیراعظم احمد داود اوگلو وزراء کے ایک وفد سمیت جمعہ کی رات 4 مارچ کو ایرانی دارالحکومت طہران پہنچے، یہ گزشتہ دو سالوں میں ترک وزیراعظم کا ایران کا پہلا دورہ تھا۔۔۔ایرانی نیوز ایجنسی "فارس" نے کہا کہ ترک وزیر اعظم اعلیٰ ایرانی عہدیداروں کے ساتھ ملاقاتوں میں دوطرفہ اقتصادی اور تجارتی تعاون کو فروغ دینے پر تبادلہ خیال کریں گے۔۔۔" (رشیا ٹو ڈے 4 مارچ 2016)۔ ایسا لگ رہا ہے کہ انہوں نے دورے کے مقاصد کو پوشیدہ رکھا تاکہ سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دیا جاسکے، اس لیے دورے کے اغراض و مقاصد کو تجارتی قرار دیا!!

2۔ان خبیث سیاسی اقدامات کے ذریعے امریکی ایجنٹوں نے علاقائی اور داخلی فضاء کو مذاکرات کے لیے ماحول سازگار بنایا اور یہ سب امریکی منصوبے کے نفاذ کے لیے دباؤ کا ماحول پیدا کرنے کے لیے تھا۔ ان اقدامات کے ذریعے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا جس کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ امریکہ کی جانب سے پیش کیا جانے والا مذاکراتی حل ہی شام کے مسئلے کا بہترین حل ہے۔۔۔اس کے ساتھ ساتھ اس نے عسکری کاروائیاں بھی جاری رکھیں یا اپنے پیروکاروں اور علاقائی اور مقامی آلہ کاروں کے ذریعے یا روس کے ذریعے جاری رکھیں جس نے اس کے ساتھ ایک گندی

سودے بازی کر رکھی ہے،۔۔۔یہ اقدامات درج ذیل ہیں:

ا۔ امریکہ نے اس سوچ کو پروان چڑھانے پر توجہ مرکوز رکھنے کے لئے کام کیا کہ اہل شام کے پاس صرف دو اختیار ہیں، شام کے لیے امریکہ کے لبرل منصوبے کو مذاکرات کے ذریعے قبول کریں ورنہ شام کو تقسیم کیا جائے گا۔۔۔وہ یہ جانتا ہے کہ شام کے لوگ تقسیم سے نفرت کرتے ہیں اس لیے اس کے گمان کے مطابق شامی اس کے لبرل منصوبے کو نافذ کرنے کے لیے مذاکرات کو قبول کریں گے جس کی رو سے حکومت اوراپوزیشن کے درمیان مشترکہ حکومت تشکیل دی جائے گی۔۔۔اس سوچ کو تقویت دینے کے لیے امریکہ اور روس نے شام کی تقسیم کے حوالے سے بیانات دیئے جن کا مقصد مذاکرات کے لئے دباو ڈالنا اور مذاکرات کاروں کو خوفزدہ کرنا تھا۔ اسی طرح ان بیانات کا مقصد اہل شام کے لیے ماحول کو گرمانا تھا کہ اگر انہوں نے شام کے لیے امریکہ کے منصوبے کے مطابق حکومت اور اپوزیشن پر مشتمل لبرل ریاست کی حمایت نہیں کی تو پھر شام ایک نہیں رہے گا بلکہ تقسیم ہو گا۔۔۔اسی لیے کیری نے یہ بیان دیا" اگر ہم نے زیادہ انتظار کیا تو شام کو ایک رکھنے کا موقع کھو دیں گے" (رائٹرز 23 فروری 2016)۔۔۔روس نے شام میں فیڈریشن کی بات کی چنانچہ روس کے نائب وزیر خارجہ سرگئی ریابکوف نے کہا: "ماسکو امید کرتا ہے کہ شام کے مذاکرات کے شرکاء ایک فیڈرل جمہوریت کے قیام کے نقطہ نظر تک پہنچیں گے جو کہ کُردوں کا بھی مطالبہ ہے" (الحدث چینل 29 فروری 2016)۔۔۔یہ سب اپوزیشن کے مذاکرات کاروں پر دباو ڈالنے کے لیے کیا گیا تاکہ وہ اس سیاسی حکومت کو قبول کریں جو امریکہ مسلط کرے گا ورنہ تقسیم کے لیے تیار ہو جائیں۔۔۔امریکہ اور اس کے اتحادی یہ بھول گئے یا بھولنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اہل شام جس طرح تقسیم کو مسترد کرتے ہیں اسی طرح امریکہ کے لبرل منصوبے کو بھی مسترد کرتے ہیں، وہ ان دونوں منصوبوں کو دو ایسی شر انگیزیاں سمجھتے ہیں جن کا کرتا دھرتا امریکہ ہے، اور اس کی تائید امت کے خائن ہی کریں گے جن کا زوال اللہ کے اذن سے قریب ہے۔۔۔

ب۔ مذاکرات کے دوران بمباری میں اضافہ بھی مذاکرات کاروں کے لیے ایک پیغام تھا کہ وہ امریکی منصوبے کو کامیاب بنانے کے لیے مذاکرات کو قبول کریں ورنہ بمباری بڑھتی رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ 'جنیوا-3'، جو کہ فروری 2016 سے شروع ہوئی، کے دوران روسی فضائی حملوں میں قابل ذکر تیزی دیکھی گئی، مذاکرات کاروں پر دباؤ میں اضافہ کے وسیلے کے طور پر حلب کے محاصرے کو بھی سخت تر کر دیا گیا۔۔۔

ج۔ مذاکرات کو مسترد کرنے والے ہر شخص کو اشاروں سے بلکہ کھل کر دھمکیاں دیں گئیں، اسی پس منظر میں کیری نے 24 فروری 2016 کو کہا: "اگر میز پر مسئلہ حل نہیں ہوا تو متبادل منصوبے کے حوالے سے بھی اہم بات چیت جاری ہے" (رائٹرز 24 فروری 2016)۔ جبیر نے بھی اپنے اس آقا کا مقولہ دہراتے ہوئے کہا: "۔۔۔اگر ہم جنگ بندی کو برقرار رکھنے میں کامیاب نہیں ہوتے ہیں تو دوسرے منصوبے بھی ہیں، جیسا کہ امریکی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ جیسے ہی شامی حکومت یا اس کے اتحادیوں کی جانب سے غیر سنجیدگی نظر آئی تو دوسرا منصوبہ بھی ہے، پھر اس دوسرے منصوبے پر غور کیا جائے گا اور اس پر توجہ دی جائے گی" (CNN عربی سائٹ 28 فروری 2016)۔

ان تمام باتوں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ امریکہ شام میں اپنے لبرل منصوبے کے حصول کے لیے مذاکرات میں عملاً سنجیدہ ہے۔

ایسا لگ رہا ہے کہ یہ تمام اقدامات اپوزیشن کی مذاکراتی کمیٹی کے حکومت کے ساتھ مذاکرات جاری رکھنے کے لیے جواز اور ذریعہ ہونے میں کامیاب ثابت ہوئے، اس لیے "شام کے لیے اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی اسٹیفن ڈی میسٹورا نے اعلان کیا کہ شام کے بحران کو حل کرنے کے لیے مذاکرات کا نیا دور 14 سے 24 مارچ تک بین الاقوامی ادارے کی سرپرستی میں جنیوا میں ہو گا۔۔" (الریاض، جمعرات 10 مارچ 2016)۔ اس کے بعد مذاکرات کے لیے اپوزیشن کی کمیٹی نے مذاکرات کی حمایت کے لیے ماحول سازگار بنانے کی کوشش شروع کر دی۔" مذاکرات کی اعلی سطحی کمیٹی، جو کہ شام کے مختلف گروپوں کی نمائندگی کرتی ہے، نے بدھ 9 مارچ 2016 کو کہا کہ وہ اقوام متحدہ کی جانب سے امن کوششوں کے مجوزہ لائحہ عمل کو مثبت سمجھتی ہے اور انہوں نے ایک دن پہلے سے حکومتی فورسز کی جانب سے جنگ بندی کی خلاف ورزی میں کمی کا مشاہدہ کیا ہے۔ مذاکرات کے لیے اعلیٰ سطحی کمیٹی کے سربراہ سالم المسلط نے کہا کہ جنیوا میں ہونے والے مذاکرات میں شرکت کے حوالے سے حتمی فیصلہ جلد کیا جائے گا" (اے ایف پی DW 9 مارچ 2016)۔ اس کے بعد 11 مارچ 2016 کو رشیا ٹوڈے نے خبر شائع کی کہ "شام کی اپوزیشن کی اعلیٰ سطحی کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ وہ اگلے پیر سے جنیوا میں شروع ہونے والے مذاکرات میں شرکت کرے گی۔۔۔" (رشیا ٹوڈے سائٹ 11 مارچ 2016)۔

3۔ رہی بات امریکہ کی جانب سے متبادل ایجنٹ کی تلاش سے نظریں پھیرنے کی تو یہ درست نہیں۔۔۔یہ اس وجہ سے کہ بشار شام میں مستحکم حکومت برقرار

رکھنے کی قدرت کھو چکا ہے جس کے ذریعے امریکی مفادات کی خدمت کی استطاعت رکھ سکے۔ امریکہ اس کو عبوری مرحلے کے دوران برقرار رکھنا چاہتا ہے تاکہ اس دوران وہ نئے ایجنٹ تلاش کرے جس کا چہرہ بشار سے کم سیاہ ہو اور لوگوں کو دھوکہ دے کر امریکہ کے مفادات کو پورا کرے۔ امریکہ شام میں ایسی لبرل حکومت چاہتا ہے جو بشار اور اس کے باپ کی طرح امریکہ کے مفادات کو پورا کرے، حتی کہ بدبودار تقسیم کی جو امریکہ ترویج کر رہا ہے اس پر عمل بھی اس وقت تک بعید از قیاس ہے جب تک وہ موجودہ ایجنٹ بشار کی جگہ دوسرا ایجنٹ لانے میں ناکام نہ ہو۔۔۔اس وقت امریکہ کی خواہش صرف یہ ہے کہ جنگ بندی کے ذریعے صورت حال کو پرسکون کر کے اپنے منصوبے کے لیے حکومت اور اپوزیشن پر مشتمل لبرل حکومت قائم کی جائے یہاں تک بشار کی جگہ لینے کے لئے متبادل دستیاب ہو۔۔۔امریکہ اس جنگ بندی کو اہمیت دیتا ہے کیونکہ اپوزیشن خاص کر چند نام نہاد اسلامی گروپوں کی جانب سے جنگ بندی اور مذاکرات کو قبول کر لیا گیا ہے، اور اس بات کو امریکہ اپنے اور شام میں اپنے ایجنٹوں کے خلاف گزشتہ پانچ سالوں کی شامی تحریک کے دوران اپنی سب سے بڑی کامیابی تصور کرتا ہے۔۔۔روس نے بھی اس کو بڑی کامیابی اور حکومت کو مضبوط کرنے کا بہترین موقع قرار دیا ہے اسی لیے اقوام متحدہ میں روسی مندوب ویٹالی چورکین نے میونخ معاہدے پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار کومرزانٹ سے بات چیت کے دوران کہا کہ "مجھے امید ہے کہ دمشق یہ بات جانتا ہے کہ پانچ سال کی مسلسل تباہی کے بعد یہ شام کے لیے بہترین موقع ہے" (فرانس پریس 19 مارچ 2016)۔ اس کے بعد بشار نے بھی جنگ بندی قبول کرنے کے لیے تیار ہونے کا اعلان کر دیا۔

4۔ یہ تو امریکہ، روس اور ان کے ہمنواؤں کے منصوبے ہیں۔۔۔جہاں تک شام کے مخلص لوگوں کے منصوبے کی بات ہے تو وہ الگ بات ہے جو استعماری کفار، ان کے ایجنٹوں اور ان کے مدار میں گردش کرنے والوں کے منصوبوں کو لرزا دے گا۔ اللہ کے اذن سے ان کی سازش انہی کے گلے میں پھنس جائے گی ﴿وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ "اور کافروں کی چال ہی گمراہی کی چال ہے" (غافر: 40)۔

کیونکہ شام کے جواں مرد وہ نہیں جو ریاض کے "انٹر کانٹی نینٹل" میں دولت اور گمراہی کے لیے پڑے ہوئے ہیں اور مذاکرات کے لیے کمیٹی بنا رہے ہیں۔۔۔کیا وہ امت کے خائن نہیں کہ جہاں گندہ مال ہو اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔۔۔اور کیا یہ وہ دھوکے باز نہیں جو حکومت سے مذاکرات کی بات کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ حکومت کے سربراہ کے لیے کوئی گنجائش نہیں کیونکہ جس کی گنجائش نہ ہو اس کے ساتھ مذاکرات کوئی نہیں کرتا! کیا یہ وہ لوگ نہیں کہ جن کو عوامی جمہوری ریاست کی سرگوشی کی جاتی ہے تو یہ اللہ کے حکم کی جگہ اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن امت کے سامنے خود کو اسلام کے نمائندے کے طور پر پیش کرتے ہیں! کیا یہ وہ نہیں جو جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور تمام انسانوں کے رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جگہ انسان کو حلال وحرام قرار دینے کا حق دیتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ، جو تمام فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں، فرماتے ہیں: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ "حکمرانی اللہ کے سوا کسی کی نہیں" (یوسف: 40)۔

یہ وہ لوگ نہیں۔۔۔بلکہ وہ لوگ شام کے وہ شیر ہیں جن کو امت ان کی صداقت اور خلوص کے لیے ہی پہچانتی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ امت قیامت تک خیر سے خالی نہیں۔۔۔یہی لوگ اپنے دل اور زبان سے "یہ اللہ کے لیے ہے یہ اللہ کے لیے ہے" کا نعرہ لگاتے ہیں۔۔۔یہی لوگ شام کو ایسے شام میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے: «عُقْرُ دَارِ الْإِسْلَامِ بِالشَّامِ» "شام اسلام کا مسکن ہے" (اس کو الطبرانی نے الکبیر میں سلمہ بن نفیل سے روایت کیا ہے)۔ یہی وہ لوگ ہیں جو قوت سے تقسیم کی مخالفت کرتے ہیں اتنی ہی قوت سے امریکہ کے لبرل منصوبوں اور استعماری کفار اور منافقین کے تمام منصوبوں کو مسترد کرتے ہیں۔۔۔یہی سرزمین شام کے صادق اور مخلص لوگ ہیں، یہی اس حق پر ثابت قدم ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ باطل کی ایک ہی باری ہے ہے جبکہ حق کی باری بار بار ہے۔ یہی لوگ اپنے دین اور اپنی امت کے بارے میں سودے بازی نہیں کرتے۔۔۔ انہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ ان کی تحریک نے بہت سوں کو رسوا اور بے نقاب کیا ہے، سازشیوں کو بے نقاب اور منافقین کو رسوا کیا، جو کہ سب ایک جیسے ننگے ہو گئے ہیں، کوئی غافل ہی ان سے دھوکہ کھا سکتا ہے اور کوئی جاہل ہی ان کی مکاری سے بے پرواہ ہو سکتا ہے۔۔۔ان لوگوں کو اطمینان ہے کہ استعماری کفار کے منصوبے ایسی ناکامی سے دوچار ہوں گے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ "اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ گرتے ہیں" (الشعراء: 227)۔

دوسرا: لیبیا کا موضوع:

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ لیبیا کا موضوع شام کے موضوع سے مختلف ہے، کیونکہ شام میں کشمکش امریکہ، اس کے اتحادیوں، اس کے ہمنواؤں اور اہل شام کے درمیان ہے۔ یہ کشمکش امریکہ اور کسی دوسری

بڑی ریاست کے درمیان نہیں جیسا کہ لیبیا میں کشمکش امریکہ اور یورپ خاص کر برطانیہ، کسی حد تک فرانس اور کچھ نہ کچھ اٹلی کے مابین ہے۔ یوں یہ بین الاقوامی رسہ کشی ہے اگرچہ اس میں مقامی آلہ کاروں سے بھی کام لیا جارہا ہے۔۔۔

اس فرق کو بیان کرنے کے بعد ہم لیبیا کے بارے میں پوچھے گئے سوال کی مزید یوں وضاحت کرتے ہیں:

1۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ امریکہ لیبیا میں سیاسی حل اور اس کو کامیاب بنانے پر توجہ نہیں دے رہا ہے اور یہ شام کے بالکل برعکس ہے، بلکہ وہ عسکری مداخلت کے اشارے دے رہا ہے، سلامتی کونسل میں اس کا مطالبہ بھی کیا ہے اور سیاسی حل کو ناکام بنانے کی کوشش بھی کی ہے۔ امریکہ گزشتہ سال کے نومبر کے مہینے سے ہی فضائی حملے بھی کر رہا ہے۔ اس نے ایک مطلوب شخص کو مارنے کا اعلان بھی کیا، اسی لیے اس کے 20 فوجی لیبیا کے ایک اڈے میں گھسے اور پھر نکل آئے۔ یہی وجہ ہے کہ حال ہی میں 19 فروری 2016 کو امریکی طیاروں نے آپریشن کیا جس میں 49 لوگوں کو مارا گیا جن کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ ان کا داعش سے تعلق تھا اور جن میں سے بیشتر کا تعلق تیونس سے تھا۔ اس کو سب سے بڑا آپریشن کہا جارہا ہے جس میں سب سے زیادہ لوگ مارے گئے۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے کہ وہ اس قسم کے حملے جاری رکھے گا:" اوباما نے 28 جنوری 2016 کو قومی سلامتی کے بارے میں اجلاس کو لیبیا کے موضوع پر بحث کے لیے مخصوص کیا کیونکہ بڑے مغربی ممالک اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ آئینی خلاء کی وجہ سے لیبیا دہشت گرد تنظیم کی نشونما کے لیے زرخیز زمین ثابت ہوسکتی ہے۔۔۔ اور وائٹ ہاوس نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ:" صدر نے قومی سلامتی کی ٹیم سے لیبیا اور دوسرے ممالک میں حکومت کو مضبوط کرنے اور دہشت گردی کی سرکوبی کی موجودہ کوششوں کی حمایت کرنے کا کہا ہے۔۔۔" (میڈل ایسٹ آن لائن 29 جنوری 2016)۔

2۔ یہ فیصلہ لیبیا میں صورت حال کے امریکہ کے لیے خطرناک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا سبب کسی تنظیم کا خطرہ نہیں جیسا کہ ظاہر کیا جارہا ہے، کیونکہ اس کو تو مداخلت کے لیے ذریعہ بنایا جارہا ہے، بلکہ یہاں بڑے ممالک لیبیا میں امریکی اثرو نفوذ کی راہ میں روکاوٹ بن رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ ایسے اقدامات کر رہا ہے کہ اس کو مراکش کے الصخیرات میں 17 دسمبر 2015 کو ہونے والے معاہدے کی کوئی پرواہ نہیں اور نہ ہی اس کو عملی جامہ پہنانے پر توجہ دے رہا ہے۔ زیادہ تر بات چیت نام نہاد دہشت گردی کا بہانہ بنا کر لیبیا میں عسکری مداخلت کے بارے میں ہو رہی ہے۔ اگر یہ معاہدہ امریکہ کے مفاد میں ہوتا تو اس پر عملدرآمد کے لیے وہ سر دھڑ کی بازی لگاتا۔۔۔ یہ سب 2014 میں اپنے ایجنٹ حفتر کے ذریعے لیبیا میں اپنی بالادستی قائم کرنے، کنٹرول اور حکومت حاصل کرنے میں ناکامی کے بعد کر رہا ہے۔ اس لیے سلامتی کونسل کی قرارداد کے ذریعے اجازت حاصل کیے بغیر ہی براہ راست مداخلت شروع کر دی کیونکہ برطانیہ نے لیبیا میں عسکری مداخلت کے لیے قرارداد پاس کرنے کی راہ میں روکاوٹ ڈال دی۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی حل پر عمل یوں ہی لٹکا رہے گا۔

3۔ امریکہ بظاہر الصخیرات کے سیاسی معاہدے کو قبول کرنے کا عندیا دیتا ہے مگر ساتھ ہی اس پر عمل درآمد میں تاخیری حربے استعمال کر رہا ہے۔ اس بات کی تائید امریکی سی۔ آئی۔ اے کے ڈائریکٹر جون برنان کے 25 فروری 2016 کے بیان سے ہوتی ہے جب اس نے کہا:" امریکہ لیبیا میں دورویہ پالیسی پر عمل پیرا ہے، ایک طرف دونوں مقابل حکومتوں کو ایک کرنے کے لیے سفارتی کوششیں کر رہا ہے تو دوسری طرف الدولہ تنظیم کے بڑھتے ہوئے خطرے کی وجہ سے دہشت گردی کے خلاف آپریشنز کر رہا ہے" (اے ایف پی 25 فروری 2016)۔ اس کے وزیر خارجہ جان کیری نے کہا:" ہم نے گزشتہ مہینوں کے دوران خاص طور پر بڑی محنت سے طرابلس میں حکومت کی تشکیل کے لیے کام کیا۔ اگر وہ معاہدے میں ناکام ہوگئے تو لیبیا ایک ناکام ریاست بن جائے گی" (رائٹرز 24 فروری 2016)۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ حکومت کی تشکیل میں بڑی سنجیدگی سے کوشش کی ہے، یعنی امریکہ کے معیار پر اترنے والی حکومت ورنہ اس کو ناکام بنایا جائے گا۔ چونکہ الصخیرات حکومت اس کے معیار کے مطابق نہیں تھی اس لیے طبرق پارلیمنٹ میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس کو ناکام بنانے کی کوشش کرتا رہا اور ان لوگوں نے کہا کہ وہ 32 وزراء کی تشکیل کو مسترد کرتے ہیں۔ حکومت کے سربراہ فایز سراج 22 جنوری 2016 کو مصر کے 6 روزہ دورے پر گیا اور مصر کے حکمران سیسی سے ملاقات کی۔ سراج نے امریکی ایجنٹوں کو منانے کی کوشش کی، چنانچہ اپنے دورے کے اختتام پر کہا کہ وہ وزراء کی تعداد مختصر کرنے پر تیار ہے۔ سراج کے قاہرہ سے نکلتے ہی حفتر قاہرہ پہنچا جس کا مقصد نتائج سے باخبر ہونا اور احکامات لینا تھا کہ آگے کیا کرنا ہے، اور مزید حمایت بھی حاصل کی جائے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ امریکہ حکومت کی تشکیل سے راضی نہیں، کیونکہ حکومت کی تشکیل ایسی نہیں تھی جیسا امریکہ چاہ رہا تھا۔۔۔ سراج نے وزراء کی تعداد کم کر کے 18 کر دی پھر اس کو 23 فروری 2016 کو طبرق پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا تو اس کو مسترد کر دیا گیا، یہاں تک کہ نامعلوم مسلح افراد نے ووٹنگ کے لیے آنے والے اراکین پارلیمنٹ پر فائرنگ کر دی، ان کو داخل ہونے نہیں دیا گیا اور اس وجہ سے کورم پورا نہیں ہوا کیونکہ 200 میں سے صرف

89 اراکین پہنچ سکے۔ اسپیکر نے اجلاس برخاست کردیا اور یوں امریکہ اپنے گروہوں اور اپنے ماتحت اراکین کے ذریعے اس کو ناکام بنانے کی کوشش کررہا ہے۔۔۔

4۔ امریکہ کی جانب سے حکومت کو ناکام بنانے کی کوششوں کی وجہ یہ ہے کہ لیبیا کا بیشتر سیاسی میدان قذافی کی باقیات پر مشتمل ہے یعنی یورپ کے وفاداروں پر۔۔۔ کوئی بھی وزارتی تشکیل اسی معیار پر ہو گی جیسا کہ نئی وزارت میں ہے۔ امریکہ حفتر اور اس کے آس پاس چند دوسرے عسکری لوگوں پر اعتماد کرتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ وہ نئے سیاسی میدان میں اس کے لیے بنیاد فراہم کریں گے جس میں اس کا حصہ وافر ہو گا اور وہ اس پر حاوی ہو گا مگر اب تک وہ ایسا نہیں کر سکا اور تمام عسکری کاروائیاں بھی کامیاب نہیں ہوئیں، اسی وجہ سے امریکہ ممکن حد تک سیاسی حل کو عسکری مداخلت اور حفتر اور اس کے پیروکاروں کے ذریعے ناکام بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک امریکہ کو ایسی حکومت کی یقین دہانی نہیں ملتی جس میں اس کا حصہ یورپ کے مقابلے میں بڑا ہو گا۔۔۔ یوں عسکری مداخلت لیبیا میں سیاسی بالادستی کے لیے ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ یہ اپنے مقصد کے حصول تک جاری رہے گی۔

5۔ اس کے برعکس یورپ معاہدے کو کامیاب بنانے، حکومت تشکیل دینے اور اس کو تسلیم کرنے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ اب تک سیاسی میدان پر اس کی گرفت ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے بہت دلائل ہیں۔ فرانس کے صدر ھولاندی نے فرانس میں مراکش کے صدر اور برطانیہ کے ایجنٹ محمد السادس سے 17 فروری 2016 کو ملاقات کی جس میں دونوں نے لیبیا کی صورت حال پر گفت وشنید کی اور اعلان کیا کہ دونوں لیبیا کی پارلیمنٹ کو سراج کی قیادت میں وفاقی قومی حکومت پر اعتماد کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ برطانوی وزیر خارجہ فلپ ھامونڈ نے الجزائر کا دورہ کیا اور اس کے وزیر خارجہ رمطال عمامرہ سے 19 فروری 2016 کو ملاقات کی اور کہا کہ "لیبیا میں عسکری مداخلت موجودہ بحران کا بہترین حل نہیں، دونوں نے سیاسی حل پر زور دیا"۔ الجزائری وزیر نے بھی اپنے برطانوی ہم منصب کی تائید کرتے ہوئے کہا:" ہم نہیں سمجھتے کہ عسکری مداخلت سے لیبیا کے بحران کو حل کیا جاسکتا ہے۔ تمام کوششوں کا مقصد لیبیا میں ایک متحدہ قومی حکومت کا قیام ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فعال کردار ادا کرے گی۔۔۔"(الخبر الجزائریہ 19 فروری 2016)۔ یوں برطانیہ، جس کو فرانس کی حمایت حاصل ہے، علاقائی قوتوں کو لے کر سیاسی عمل کو کامیاب بنانے اور اس عسکری مداخلت کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہا ہے جس کی ترویج امریکہ کر رہا ہے۔۔۔

رہی بات بعض یورپی ممالک کی جانب سے عسکری کاروائیوں کے بیانات کی، تو یہ احتیاطی طور پر ہیں تا کہ میدان اس وقت امریکہ کے لیے خالی نہ رہے جب عسکری مداخلت کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہے۔ ذرائع ابلاغ نے بتایا کہ برطانیہ نے لیبیا فوج بھیج دی ہے۔ چنانچہ بوابہ افریقیا یوم نے 12 جنوری 2016 کو برطانوی سائٹ سوشلسٹ ورکر کے حوالے سے یہ خبر دی کہ " کنزرویٹو حکومت نے ایک ہزار برطانوی فوجی تیل کے کنوؤں کی حفاظت کے لیے لیبیا بھیج دیے جن کو داعش تنظیم کی پیش قدمی کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ اسی طرح برطانوی تباہ کن بحری جہاز شمالی افریقہ کے ساحل کی طرف روانہ ہوے۔ فضائیہ کو بھی لیبیا میں اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے تیار رہنے کا کہا گیا ہے۔ یہ ایک اہم پیش رفت ہے"۔ فرانسیسی اخبار لوموندے نے 24 فروری 2016 کو خبر دی کہ " اسپیشل فورس کے دستے لیبیا میں داعش کے خلاف خفیہ جنگ میں شریک ہیں"، یعنی فرانس ضرورت پڑھنے پر مداخلت کے لیے تیار ہے، مگر خفیہ طور پر اور اسپیشل فورس برطانیہ کے ساتھ بھیج رہا ہے تا کہ امریکہ کی جانب سے عسکری کاروائی کو روکا جا سکے۔ فرانس نے اس کو خفیہ اس لیے رکھا کہ وہ فی الحال عسکری مداخلت کو معمول کی کاروائی اور منصوبہ نہیں بنانا چاہتا ہے، وہ برطانیہ کے ساتھ مل کر سیاسی معاہدے کو عملی جامہ پہنانے، حکومت تشکیل دینے اور اس کی حمایت پر کام کر رہا ہے۔۔۔ پہلے جب امریکہ یورپ کو زچ کرنے کے لئے عسکری مداخلت کی بات کرتا تھا اور ساتھ ہی یہ تاثر دیتا تھا کہ یورپ بھی ایسا ہی چاہتا ہے تو یورپ پہلے ان بیانات کی تردید میں جلدی کرتا تھا۔۔۔"اٹلی کے وزیر اعظم ماٹیو رینسٹی نے پانچ ہزار فوجی لیبیا بھیجنے کے ارادے کی تردید کی ہے، انہوں نے کہا کہ اٹلی کی سابقہ کالونی میں عسکری مداخلت کے لیے حالات سازگار نہیں۔ اور رینٹسی نے ٹی وی پروگرام میں کہا کہ:" جب تک میں وزیر اعظم ہوں اٹلی لڑائی کے لیے پانچ ہزار فوجی لیبیا نہیں بھیجے گا"۔ انہوں نے مزید کہا" اگر مداخلت کی ضرورت ہوئی تو اٹلی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ مگر یہ آج موضوع نہیں۔ پانچ ہزار فوجی بھیجنے کا موضوع ہی زیر بحث نہیں"۔ رینٹسی اٹلی میں امریکی سفیر جون فلپ کو جواب دے رہا تھا جس نے جمعہ کو کوریری دیلا سیرا اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ روم پانچ ہزار تک فوجی بھیج سکتا ہے (مصدر: نیوز ایجنسی، رشیا ٹوڈے 7 مارچ 2016)۔۔۔ "اٹلی نے یہ بھی کہا کہ ان فوجیوں کو وہاں تعینات کرنے سے پہلے

بقیہ صفحہ 22 پر

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز زاور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس